سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2016

جمعتہ المبارک، 12۔فروری 2016
(یوم الجمع، 3۔جمادی الاوّل 1437ھ)

سولھویں اسمبلی: انیسواں اجلاس
جلد 19: شمارہ 11

1107

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ12۔فروری2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون پر غوروخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)قوانین عوامی نمائندگان پنجاب2016(مسودہ قانون نمبر14بابت2016)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)قوانین عوامی نمائندگان پنجاب2016،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون وپارلیمانی امور نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)قوانین عوامی نمائندگان پنجاب 2016 منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون(ترمیم)فوائد زچگی پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر26بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)فوائد زچگی پنجاب2015کے تسلسل کی غرض سے قواعد انضباط کار،صوبائی اسمبلی پنجاب1997کے قاعدہ225(2)کے تحت خاص حکم صادر کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)فوائد زچگی پنجاب2015،جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے محنت وانسانی وسائل نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

1109

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 12-فروری 2016

(یوم الجمع، 3-جمادی الاوّل 1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

يٰۤاَيُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الۡكَرِيۡمِۙ ۝ الَّذِىۡ خَلَقَكَ
فَسَوّٰٮكَ فَعَدَلَكَۙ ۝ فِىۡۤ اَىِّ صُوۡرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَؕ ۝ كَلَّا
بَلۡ تُكَذِّبُوۡنَ بِالدِّيۡنِۙ ۝ وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰـفِظِيۡنَۙ ۝ كِرَامًا
فَسَوّٰٮكَ فَعَدَلَكَۙ ۝ فِىۡۤ اَىِّ صُوۡرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَؕ ۝ كَلَّا
بَلۡ تُكَذِّبُوۡنَ بِالدِّيۡنِۙ ۝ وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰـفِظِيۡنَۙ ۝ كِرَامًا
كَاتِبِيۡنَۙ ۝ يَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِىۡ نَعِيۡمٍ ۝
وَّاِنَّ الۡفُجَّارَ لَفِىۡ جَحِيۡمٍ ۝

سورۃ الانفطار آیات 6 تا 14

اے انسان تجھ کو اپنے پروردگار کرم گستر کے باب میں کس چیز نے دھوکا دیا؟ (6) (وہی تو ہے) جس نے تجھے بنایا اور (تیرے اعضا کو) ٹھیک کیا اور (تیرے قامت کو) معتدل رکھا (7) اور جس صورت میں چاہا تجھے جوڑ دیا (8) مگر ہیہات تم لوگ جزا کو جھٹلاتے ہو (9) حالانکہ تم پر نگہبان مقرر ہیں (10) عالی قدر (تمہاری باتوں کے) لکھنے والے (11) جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے جانتے ہیں (12) بے شک نیکو کار نعمتوں (کی بہشت) میں ہوں گے۔ (13) اور بدکردار دوزخ میں (14)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدووں پر بھی برسا دے برسانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشم عالم سے چُھپ جانے والے
رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تم نے دیکھے ہیں چند رانے والے

سوالات

(محکمہ داخلہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے، آج کے ایجنڈے پر محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان سوالات میں کچھ صاحبان ایسے بھی ہیں جنہوں نے سوالات تو دیئے ہیں لیکن خود تشریف نہیں لائے۔ آپ کے سوالات بہت زیادہ ہیں، اس پر اب آپ نے سوچنا ہے، دیکھنا ہے کہ اس سلسلے میں کیا ہونا چاہئے۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ پاؤں گا، بڑی مہربانی۔

پہلا سوال نمبر 2994 جناب احمد خان بھچر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے ان کی request آئی ہے کہ میں تھوڑا سا لیٹ آؤں گی اس لئے ان کے سوالات نمبر 1146، 1148 اور 1149 کو pending کیا جاتا ہے۔ میں ان سوالات کو تھوڑی دیر کے لئے pending کرتا ہوں۔ اگر وہ آگئیں تو well and good نہیں تو پھر ان سوالات کو بھی اسی طرح dispose of کر دیں گے۔ اگلا سوال نمبر 1198 جناب فیضان خالد ورک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1752 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو بجٹ کی فراہمی و استعمال کی تفصیلات

*1752: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور پی پی-145 انگوری باغ سکیم شالامار ٹاؤن میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کا دفتر کل کتنے رقبے پر تعمیر کیا گیا۔ اس میں کمروں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس ادارے کا 13-2012 کا سالانہ بجٹ کتنا تھا اور یہ کن کن کاموں کے لئے استعمال کیا گیا؟

(ج) متذکرہ چائلڈ پروٹیکشن بیورو میں کل کتنے بچے رہائش پذیر ہیں اور ان کو کیا کیا سہولیات و خوراک فراہم کی جاتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دفتر کا رقبہ 50 کنال 17 مرلے ہے اور اس میں کمروں کی تعداد 124 ہے۔

(ب) اس ادارے کا مالی سال 13-2012 کا بجٹ تیس کروڑ پینتیس لاکھ ستاسی ہزار سات سو روپے تھا۔اخراجات کی ہیڈوار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو انگوری باغ سکیم شالامار ٹاؤن میں اس وقت 219 لڑکے جبکہ 60 لڑکیاں رہائش پذیر ہیں اور ان بچوں کو خوراک، تعلیم، صحت، نفسیاتی، راہنمائی، فنی تعلیم اور دیگر تفریحی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جواب میں انہوں نے جن 124 کمروں کا ذکر کیا ہے، کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ ان میں سے کتنے کمرے بچوں کے استعمال میں ہیں اور کتنے کمروں میں ملازمین رہائش پذیر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دفتر میں پانچ ہاسٹل ہیں جن میں سے ایک ہاسٹل گرلز کے لئے ،ایک بوائز کے لئے ایک ایڈمنسٹریشن کے لئے اور ایک سٹور کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ کتنے کمرے بچوں کے استعمال میں، کتنے کمرے ملازمین اور کتنے کمرے دفاتر کے استعمال میں ہیں؟ کیونکہ جہاں تک میرا علم ہے بہت سارے کمروں پر ملازمین نے قبضہ کیا ہوا ہے جو کہ بچوں کے استعمال میں نہیں آرہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ کمرے جو بچوں کے استعمال میں ہونے چاہئیں تھے اس کی بجائے وہ ملازمین کے استعمال میں ہیں، اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! لاہور میں تین سو بچوں کے رکھنے کی گنجائش ہے اور اس کے مطابق ان کے پاس کمرے پورے ہیں، ملازمین کے پاس کمرے موجود نہیں ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! انہوں نے بتایا ہے کہ لاہور میں پانچ ہاسٹل موجود ہیں، میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایک ہوسٹل کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟ میں آپ سے کہہ بھی رہی ہوں کہ بچوں کے پاس کمرے نہیں لیکن وہ اس کا کوئی satisfactory جواب نہیں دے پا رہے، شاید ان کے پاس انفارمیشن ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر! پھر میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح سے انہوں نے فرمایا ہے کہ بچوں کی خوراک، تعلیم، صحت اور نفسیاتی راہنمائی، فنی تعلیم اور دیگر تفریحی سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟ میں گزارش کروں گی کہ یہاں پر بہت سارے سٹریٹ چلڈرن ایسے آتے ہیں جو کہ drug addicts ہوتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا drug addicts کے treatment کے لئے اور ان کی rehabilitation کے لئے بھی کوئی سہولت موجود ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! وہاں پر سہولت موجود ہے، ہم ان کا proper treatment کرواتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! اس کا جواب میں ذکر نہیں ہے صرف کہہ دینے سے تو سہولت نہیں مل جاتی، بتائیں انہیں وہاں پر کیا سہولیات میسّر ہیں، کوئی ڈاکٹر وہاں پر موجود ہیں یا کوئی کلینک ایسا ہے کیونکہ drug addiction کو جب rehabilitate کروانا ہوتا ہے تو وہ بذات خود ایک پوری specialty ہے۔ عام ڈاکٹر اس مریض کو treat کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ عام دوائیوں سے treat ہو سکتے ہیں اس کے لئے proper ایک سٹاف ہوتا ہے، عملہ ہوتا ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گی کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری کا جواب satisfactory نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ان کو satisfactory جواب دیں جس سے بات واضح ہو جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ہمارے پاس ایسے ڈاکٹر موجود ہیں جو نفسیاتی علاج کرتے ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! نام بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر محترمہ فرمائیں گی تو اگلی دفعہ ان کے نام بھی دے دیئے جائیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے تو اپنے سوال میں تفصیلات مانگی تھیں کہ ان کے پاس کیا، کیا سہولیات ہیں لہٰذا یہ تمام سہولیات یا ڈاکٹروں کے نام تو سوال کے جواب میں موجود ہونے چاہئیں تھے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ پوچھ رہی ہیں کہ ان کو کیا کیا سہولیات میسر ہیں؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہی ہیں کہ کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ اس کے لئے fresh question دے دیں ہم اس کا جواب دے دیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں نے تو اپنے سوال سے متعلقہ ہی پوچھا ہے، سوال کے اندر پوچھا گیا ہے کہ ان کو کیا کیا سہولیات اور خوراک فراہم کی جاتی ہے، اگر medical facilities بھی سہولیات میں ہی شامل ہے تو اس کی detail میں نے تو مانگی ہے، اسی سوال کے جواب میں ان کو اس کی تفصیل دینی چاہئے تھی، میں نے ان سے سہولیات کی تفصیل مانگی ہے لیکن یہ بھی نہیں بتا رہے کہ وہاں پر کتنے ڈاکٹرز موجود ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! دو سائیکالوجسٹ موجود ہیں۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کیا ان کے نام بتا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! نام بتا دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلو جی! ابھی تھوڑی دیر تک نام بتا دیں گے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! کچھ بچے long stay کے لئے آتے ہیں اور انہیں 18 سال کی عمر تک یہاں رکھا جاتا ہے۔ جب 18 سال بعد انہیں یہاں سے فارغ کیا جاتا ہے تو کوئی exact strategy ہے کہ ان کو سوسائٹی کا حصہ بنانے کے لئے یہ بیورو کیا role perform کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہاں پر جو بچے رہتے ہیں انہیں تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ان کے لئے فنی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور حال ہی میں ہم نے PVTC

کے ساتھ ایک MOU sign کیا ہے جو انہیں ٹیکنیکل ٹریننگ دیتے ہیں۔ جب وہ بچے 18 سال کی عمر کے بعد یہاں سے جاتے ہیں تو اس قابل ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنا روزگار کما سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال بھی محترمہ آپ کا ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1753 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1753: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے کتنے ادارے ہیں اور یہ کن کن علاقوں میں ہیں؟

(ب) لاہور کے علاوہ صوبہ کے کن کن شہروں میں مذکورہ دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ج) متذکرہ ادارے کو جو غیر ملکی این جی اوز فنڈز مہیا کرتی ہیں۔ ان این جی اوز کے نام اور پتا جات کی تفصیل بیان فرمائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا ایک ہی ادارہ ہے جو کہ انگوری باغ سکیم شالامار لنک روڈ پر واقع ہے۔

(ب) لاہور کے علاوہ گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ اور ڈیرہ غازی خان میں مذکورہ دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ج) مذکورہ ادارہ میں کوئی غیر ملکی این جی اوز فنڈز مہیا نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال کیا گیا تھا کہ لاہور کے علاوہ صوبہ پنجاب کے کن کن شہروں میں مذکورہ دفاتر کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے چھ سات اضلاع کا ذکر کیا ہے جبکہ پنجاب میں 36 اضلاع ہیں اور جو distrait children کا قانون پاس ہوا تھا جس کے تحت یہ بیورو بنائے گئے ہیں یہ تو 36 کے 36 اضلاع میں ہونے چاہئیں تھے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ابھی تک ان میں کام کیوں نہیں ہوا اور کب تک باقی اضلاع میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو بنانے کا ارادہ ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ مزید اضلاع میں بھی بنانا چاہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس وقت ہمارے پاس راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ، لاہور اور گوجرانوالہ میں سہولت موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تو جواب میں لکھا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی سرگودھا، بہاولپور، ساہیوال اور تقریباً تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر ہمارے یہ بیورو بن رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی جب ڈویژنز کو cover کر لیں گے تو پھر ہم اضلاع میں چلے جائیں گے۔ ابھی بھی کچھ ایسے اضلاع ہیں جن میں ہم چلے گئے ہیں جس طرح رحیم یار خان ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب! صرف یہ بتادیں کہ یہ کہاں تک پہنچے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر بیورو بن رہے ہیں۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ان کا status کیا ہے، کیا زمین acquire ہو گئی ہے، کیا بلڈنگ شروع ہو گئی ہے اور ان کا کام کہاں تک پہنچا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! سرگودھا، رحیم یار خان، ساہیوال اور بہاولپور میں ان کی بلڈنگز بن رہی ہیں اور ان پر کام جاری ہے۔ صرف ڈیرہ غازی خان میں زمین کا کوئی مسئلہ ہے جب وہاں پر بھی زمین ملے گی تو ہم ٹینڈر call کر کے بلڈنگ بنوادیں گے۔

جناب سپیکر: آپ نے بتایا کہ ڈیرہ غازی خان میں بیورو کام کر رہا ہے تو کیا یہ کرائے کی بلڈنگ میں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! کچھ اضلاع میں rented بلڈنگز میں چل رہے ہیں اور کچھ میں اپنی بلڈنگ ہے اور میں اپنی بلڈنگ کی بات کر رہا ہوں۔

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! جنہوں نے سوال دیا ہے انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔ آپ بھی اپنے طور پر محنت کر لیا کریں۔

محترمہ نجمہ بیگم: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری نے کہا ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں ادارہ کام کر رہا ہے لیکن میں وہاں کی رہائشی ہوں مجھے پتا ہے کہ ڈیرہ غازی میں ادارہ کام نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جس وقت یہ سوال دیا گیا تھا اس وقت یہ جواب جمع کروا دیا گیا تھا اس وقت وہاں پر rented بلڈنگ میں ادارہ کام کر رہا تھا۔ اب ہم اس ادارے کی اپنی بلڈنگ بنا رہے ہیں اس لئے فی الحال وہاں پر کام نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! یہ جواب 2013 کا آیا ہوا ہے ان تین سالوں میں مزید کیا تبدیلیاں آئی ہیں اور یہ سوال کے اندر mention ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں اس کا تو پہلے جواب دے چکا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس پانچ ادارے تھے لیکن اب ہمارے پاس گیارہ کے قریب ایسے ڈویژن اور اضلاع ہیں جن میں ہم یہ ادارے بنا رہے ہیں۔ اس دوران یہ تبدیلی آئی ہے۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود بھی تھوڑا سا confuse ہیں میں اور کیا بول سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ confuse نہیں ہیں ایسی بات نہیں ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، محترمہ! سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 2439 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر سید وسیم اختر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب سے اونٹ دوڑ کے لئے بیرون ملک سمگل کئے جانے والے بچوں کی تفصیلات

*2439: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا اونٹ دوڑ میں حصہ لینے والے صوبہ پنجاب کے رہائشی بچوں کو مڈل ایسٹ سمگل کرنے سے روکنے کے لئے کوئی ٹاسک فورس بنائی گئی ہے؟

(ب) حکومت نے آئندہ اونٹ ریس میں معصوم بچوں کو بیرون ملک سمگل ہونے سے بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) بچوں کو سمگل کرنے والے کتنے افراد کو اب تک گرفتار کیا گیا، ان کے کیا نام ہیں، اس بھیانک کام کو کرنے والے کتنے افراد کو عدالتوں نے سزائیں دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) بین الاضلاعی رپورٹ کے مطابق کسی بچہ کو اونٹ دوڑ میں حصہ لینے کی غرض سے مڈل ایسٹ سمگل نہ کیا گیا ہے اور کبھی بھی اس قسم کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔

(ب) معصوم بچوں کی سمگلنگ کو روکنے کے لئے فوجداری قوانین موجود ہیں جن کا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے۔ ٹریول ایجنٹس اور مشکوک افراد کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ وہ کوئی غیر قانونی کام نہ کریں اور اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو قوانین کے تحت قانونی کارروائی فوری عمل میں لائی جائے گی۔

ضلعی سطح پر کمپلینٹ سیل کام کر رہے ہیں جس میں ابھی تک کوئی درخواست بابت سمگل کئے جانے بچے موصول نہ ہوئی ہے اس کے علاوہ کئی اضلاع میں موبائل کمپلینٹ یونٹ بھی کام کر رہے ہیں۔

(ج) بین الاضلاعی رپورٹ کے مطابق کسی بچہ کو اونٹ دوڑ میں حصہ لینے کی غرض سے مڈل ایسٹ سمگل نہ کیا گیا ہے اور کبھی بھی اس قسم کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔ تاہم ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے ضلعی پولیس متحرک رہتی ہے اور قانون کا مؤثر نفاذ جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! جز (الف) میں سوال تھا کہ کیا اونٹ دوڑ میں حصہ لینے والے صوبہ پنجاب کے رہائشی بچوں کو مڈل ایسٹ سمگل کرنے سے روکنے کے لئے کوئی ٹاسک فورس بنائی گئی ہے؟ اس کا جواب آیا ہے کہ بین الاضلاعی رپورٹ کے مطابق کسی بچہ کو اونٹ دوڑ میں حصہ لینے کی غرض سے مڈل ایسٹ سمگل نہ کیا گیا ہے اور کبھی بھی اس قسم کا کوئی واقعہ رپورٹ نہیں ہوا ہے۔ یہ جواب صریحاً غلط ہے کیونکہ میں خود مڈل ایسٹ میں رہی ہوں اور ایسے واقعات کی اخباروں میں خبر آئی، اس پر بے شمار پروگرام ہوئے، ٹی وی پر ٹاک شوز ہوئے لیکن محکمہ کہہ رہا ہے کہ ایسا کبھی ہوا ہے نہ ہی کوئی ایسی رپورٹ آئی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ particular بات کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر آپ کہتے ہیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: یہ 11۔ ستمبر 2015 کی رپورٹ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب کی رپورٹ ہے اور سمگلنگ کے واقعات کی رپورٹ پولیس کے پاس نہیں ہوتی۔ اگر اس قسم کی سمگلنگ کا کوئی کیس ہو تو اسے ایف آئی اے deal کرتا ہے اس لئے یہ جواب بالکل صحیح ہے کہ ہمارے ہاں کوئی ایسا واقعہ report نہیں ہوا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ایسا ہوا ہے۔ اگر ہوا ہے تو اس میں یہ mention کیوں نہیں ہوا خواہ وہ کسی بھی ادارے کے تحت report ہوا ہو۔ اس میں mention تو ہونا چاہئے کہ ایسا ہو رہا ہے۔ یہ اس میں proper business کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں اونٹ سمیت بچہ لے آتی ہوں جس میں بچے کو اونٹ پر باندھ کر بھگایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کے پاس report ہوا ہوتا تو وہ آپ کو بتا دیتے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ایسا کوئی کیس report نہیں ہوا۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ایوان میں جتنے لوگ موجود ہیں میں دعویٰ سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ اس بات کو مانیں گے کہ ایسا ہوتا رہا ہے اس کی reports ٹی وی اور اخبارات میں بھی آئیں اور یہ

issue بڑا highlight ہوا لیکن محکمہ کہہ رہا ہے کہ ایسا کبھی ہوا ہی نہیں ہے اور ایسی کوئی چیز وجود میں بھی نہیں آئی۔

جناب سپیکر: وہ اپنے ادارے کی بات کر رہے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اگر ایف آئی اے اسے deal کرتا ہے تو یہاں mention کر دیتے کہ یہ کیس ہم سے related نہیں بلکہ ایف آئی اے سے link ہے اور ان کے پاس ہی اس کی رپورٹ ہو گی۔

جناب سپیکر: وہ ایف آئی اے سے پوچھ سکتے ہیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پھر ایف آئی اے سے پوچھ کر بتا دیں کہ ایسے کتنے کیس آئے اور ان کی report ہوئی۔ بہر حال یہ کیس موجود ہے اور یہ ایک بہت بڑا issue ہے میں نے اپنی آنکھوں سے یہ چیز دیکھی ہوئی ہے اس لئے ہمیں اس چیز کو ignore کرنے سے بلی نہیں جائے گی بلکہ کبوتر کو آنکھیں کھولنی پڑیں گی۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتا دیا ہے کہ ایسا کوئی کیس report نہیں ہوا۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال ہے تو بتائیں ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیس report کیوں نہیں ہوا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں بولا ہے کہ معصوم بچوں کی سمگلنگ کو روکنے کے لئے فوجداری قوانین موجود ہیں جن کا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ آج تک ایسی کوئی report موصول نہیں ہوئی اور سمگلنگ نہیں ہوئی تو پھر ان کو ایسے قوانین بنانے کی کیا ضرورت تھی اور پھر ایسا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے اور مشکوک افراد کی کڑی نگرانی بھی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: قوانین روک تھام کے لئے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! ذرا اس پر سوچیں کہ ٹریول ایجنٹس اور مشکوک افراد کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے تاکہ وہ کوئی غیر قانونی کام نہ کریں تو کیا ان کو الہام ہو گیا کہ بچے سمگل ہو رہے ہیں تو ہم ایسا کریں۔ اگر بچے سمگل نہیں ہو رہے تو پھر ایسے اقدامات کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

جناب سپیکر: احتیاط تو ضروری ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! احتیاط تب ہی کی جاتی ہے جب معاشرے میں اس طرح کے کام ہوتے ہیں۔ تب ہی محکمہ ایسے اقدامات کرتا ہے جب ان کی نظر میں ایسی چیزیں ہوتی ہیں لیکن یہ تو صریحاً کہہ رہے ہیں کہ ایسا نہیں ہے، جب ایسا نہیں ہے تو پھر انہوں نے کیوں کڑی نگرانی کی؟ اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ اللہ کا شکر ادا کریں کہ ایسا کوئی کیس report نہیں ہوا۔ انہوں نے ٹھیک جواب دیا ہے غلط نہیں ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب لے دیں کیونکہ یہ تو بچوں کی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ یہ بڑا crucial issue ہے، اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا پر highlight ہو چکا ہے لہٰذا اس کا پارلیمانی سیکرٹری کو جواب دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: ان سے پوچھتے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! نگرانی کرنا تو اچھا کام ہے۔ محکمہ پولیس ایسے تمام لوگوں کی نگرانی کرتا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری جواب نہیں دے سکتے تو میں جواب دے دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: سوال بھی آپ کریں اور جواب بھی آپ ہی دیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس کی روک تھام کے لئے نگرانی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے جواب میں یہی تو کہا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! وہ تو کوئی جواب ہی نہیں دے رہے اور گول مول باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ پولیس کے پاس ایسا کوئی case report نہیں ہوا تو وہ آپ کو کیا بتائیں؟ وہ نگرانی کروا رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری نے اس سوال کا مکمل جواب دے دیا ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "معصوم بچوں کی سمگلنگ روکنے کے لئے فوجداری قوانین موجود ہیں جن کا مؤثر نفاذ بھی جاری ہے"۔ پارلیمانی سیکرٹری اس قانون کی وہ شق مجھے بتا دیں کہ جس کے تحت یہ سمگلنگ روکی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! سمگلنگ کے علاوہ اگر بچے کو کوئی اغواء کرتا ہے تو دفعہ 363 کے تحت اس کے خلاف مقدمہ درج کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 2523 محترمہ نگہت شیخ کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2528 بھی محترمہ نگہت شیخ کا ہے--- موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2681، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی او آر-III شادمان لاہور میں منشیات کی خرید و فروخت و دیگر مسائل کی تفصیلات

*2681: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی او آر-III شادمان لاہور میں انٹری کے لئے گیٹ نمبر 2 اور گیٹ نمبر 7 مقرر ہیں، دونوں گیٹس پر پولیس چوکیاں بھی قائم ہیں، گیٹ نمبر 7 سے ہر انٹر ہونے والے کی باقاعدہ چیکنگ کی جاتی ہے لیکن گیٹ نمبر 3 پر کوئی چیکنگ نہیں کی جاتی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب وہاں کے الاٹیوں سے زیادہ تعداد سرونٹ کوارٹرز میں رہنے والوں کی ہے، سرونٹ کوارٹرز میں رہائشی لوگوں نے کوارٹرز آگے کرائے پر دیئے ہوئے ہیں نیز رکشوں اور ریڑھیوں کے سٹینڈ بنے ہوئے ہیں اور ساری رات ان کی آمد و رفت جاری رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III کے سرونٹ کوارٹرز میں رہائشی تین چار گروپس نے ساری سڑکوں، فٹ پاتھوں اور خصوصی طور پر گیٹ نمبر 3 سے لے کر مسجد تک رات 3 بجے قبضہ کیا ہوتا ہے، نہ صرف نشہ کرتے ہیں بلکہ کھلے عام نشہ آور اشیاء بیچتے ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگوں کے نشہ کرنے اور اس کی خرید و فروخت کے لئے جی او آر۔III شادمان لاہور ایک نہایت ہی محفوظ ایریا ہے اور روزانہ باہر سے لوگ یہاں آکر نشہ خریدتے ہیں اور یہیں بیٹھ کر کرتے بھی ہیں۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ لوگ وارداتیں کرتے ہیں یہاں آکر چھپ جاتے ہیں اور انہیں پروٹیکشن مل جاتی ہے متعدد مرتبہ ان سے اسلحہ بھی برآمد کیا گیا ہے۔

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اگر ان اوباشوں کو کوئی الاٹی روکنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ لڑائی کرتے ہیں اور متعدد بار اس سلسلے میں ایف آئی آر بھی رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III کے رہائشیوں کی متعدد بار چوریاں ہو چکی ہیں حتیٰ کہ ان کی گاڑیاں بھی چرائی جا چکی ہیں۔

(ح) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی او آر۔III کے رہائشیوں نے متعدد بار تمام حالات سے متعلقہ اتھارٹیز مع ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو زبانی اور تحریری طور پر بھی آگاہ کیا لیکن آج تک ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔

(ط) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متعلقہ محکمہ ان مسائل کو حل کر کے جی او آر۔III کے رہائشیوں کی پریشانی دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) درست نہ ہے۔ جی او آر۔III شادمان لاہور میں انٹری کے لئے گیٹ نمبر 3 اور گیٹ نمبر 8 مقرر ہیں دونوں گیٹس پر پولیس کی چوکیاں قائم ہیں دونوں گیٹس پر انٹر ہونے والوں کی باقاعدہ چیکنگ کی جاتی ہے مزید یہ کہ BOF-18 تا BOF-41 جو کہ علیٰحدہ فلیٹس ہیں ان کے لئے علیٰحدہ گیٹ ہے اور وہ کھلا رہتا ہے اس طرح BOF-50 تا BOF-60 علیٰحدہ فلیٹس ہیں اور ان کے لئے بھی علیٰحدہ گیٹ ہے جو کہ کھلا رہتا ہے تاہم پروٹوکول کا عملہ وقتاً فوقتاً مذکورہ بالا گیٹس کی چیکنگ کے لئے گشت کرتا رہتا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ جی او آر-III شادمان لاہور میں سرونٹ کوارٹرز میں رہنے والے ملازم الاٹیوں کی اجازت سے وہاں رہ رہے ہیں اور اسٹیٹ آفس کے علم کے مطابق کوئی سرونٹ کوارٹر کرایہ پر نہ دیا گیا ہے۔ محکمہ ہذا کی جانب سے اکثر و بیشتر چیکنگ بھی کی جاتی ہے نیز وہاں پر ریڑھیوں اور رکشوں کا کوئی اڈا نہ ہے تاہم چند سرونٹ جو کہ الاٹیوں کے ساتھ attach ہیں اور ان کے پاس رکشے ہیں جو فارغ وقت میں چلاتے ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ جی او آر-III شادمان لاہور میں کسی سرونٹ کو فٹ پاتھ پر قابض ہونے کی اجازت قطعاً نہ ہے اور نہ ہی وہاں پر کسی قسم کا نشہ کیا جاتا ہے کیونکہ گیٹ نمبر 3 پر پولیس چوکی بھی ہے اور پروٹوکول کا عملہ بھی موجود رہتا ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ جی او آر-III شادمان لاہور کے دونوں انٹری گیٹس پر پولیس اور پروٹوکول کا عملہ ہر وقت ڈیوٹی پر موجود رہتا ہے لہٰذا وہاں پر نشہ آور اشیاء کی خرید و فروخت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ہ) درست نہ ہے کیونکہ جی او آر-III میں داخل ہونے والے ہر شخص کی باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے اس لئے کسی مجرم کا وہاں چھپنے کا امکان نہیں۔

(و) ریکارڈ کے مطابق کسی قسم کی ایف آئی آر کی اطلاع نہیں دی گئی۔

(ز) جی او آر-III شادمان لاہور میں چوری خارج از امکان نہیں تاہم کسی الاٹی کی جانب سے ایسی شکایت موصول نہ ہوئی ہے اگر کوئی ایسا کیس رپورٹ ہوا تو حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ح) درست نہ ہے۔ جی او آر-III شادمان لاہور کے رہائشیوں کی جانب سے کوئی تحریری شکایت موصول نہ ہوئی ہے اگر ہوتی ہے تو ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ط) جزہائے بالا کے سوالات کے جوابات تحریر کئے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں اس جواب سے بالکل agree نہیں کرتا۔ میرے خیال میں معزز پارلیمانی سیکرٹری نے اس جگہ کا کبھی visit نہیں کیا۔ ان کو پتا ہی نہیں کہ GOR-III کہاں exist کرتا ہے۔ یہ سوال انتہائی اہم ہے کیونکہ GOR-III میں گورنمنٹ آفیسرز رہتے ہیں اور درجہ چہارم کے ملازمین کی بھی وہاں پر رہائش گاہیں ہیں۔ اس سوال کا جواب اثبات میں بنتا ہے۔ آپ

بے شک کسی پارلیمانی سیکرٹری کی ڈیوٹی لگا دیں، وہ میرے ساتھ چلیں اور میں ان کو وہ جگہ visit کراتا ہوں۔ انہوں نے جواب میں سراسر جھوٹ لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ درست نہیں ہیں۔ آپ نے اپنے سوال میں جس بات کی نشاندہی کی اس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہاں پر پولیس کی چوکیاں موجود ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! وہاں پولیس کی چیک پوسٹ موجود ہے لیکن وہ خواب خرگوش کے اندر مصروف ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کوئی ضمنی سوال کریں تاکہ میں ان سے جواب لے سکوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرے خیال میں تو یہ جواب ہی غلط ہے۔ آپ میرے ساتھ کوئی بندہ بھیجیں میں visit کروا دیتا ہوں اور میں نے اپنے سوال میں جو کچھ point out کیا ہے وہ سب سچ ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اس پر ضمنی سوال پوچھیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب جواب ہی غلط ہے تو پھر میں ضمنی سوال کیا کروں؟

جناب سپیکر: آپ کیسے کہتے ہیں کہ جواب غلط ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں آپ کو موقع دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ یہاں جواب میں کہا گیا ہے کہ کوئی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔ اگر میں اس ایوان میں ایف آئی آر produce کر دوں تو پھر کیا ایکشن لیا جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ جو ایف آئی آر produce کرنا چاہتے ہیں وہ کون سے پولیس سٹیشن کی ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اسی جی او آر-III سے متعلقہ پولیس سٹیشن کی ایف آئی آر میں دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ جواب درست نہیں تو آپ اس بابت کیا کہتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! معزز ممبر جی او آر۔III کا visit کروانا چاہتے ہیں تو میں ان کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہوں۔ معزز ممبر اگر مجھے کوئی ایف آئی آر دکھا دیں تو جن افسران یا ملازمین نے غلط جواب submit کرایا ہے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب تک یہ visit نہیں ہوتا تب تک یہ سوال pending کر دیا جائے کیونکہ ایوان میں غلط جواب دینے کی روش کو روکنا از حد ضروری ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری نے ماشاء اللہ بڑی اچھی بات کہی ہے کہ وہ میرے ساتھ visit کرنے کے لئے تیار ہیں اور غلط جواب دینے والوں کے خلاف سخت ایکشن بھی لیں گے۔ اس سوال کو pending فرما دیں تاکہ پتا چل سکے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ یہ visit کب تک کر لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگلے ہفتے تک ہم visit کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ جناب احسن ریاض فتیانہ کے ساتھ اس جگہ کا visit کر کے اپنی رپورٹ پندرہ دن کے اندر ایوان میں پیش کریں گے۔ اگلا سوال بھی جناب احسن ریاض فتیانہ کا ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2821، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں ڈی ایس پیز کی خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی تفصیلات

*2821: جناب احسن ریاض فتیانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں ڈی ایس پی کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں، کتنی پُر اور کتنی خالی ہیں؟

(ب) ان خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) حکومت کب تک ان کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف)

برانچ	منظور شدہ اسامیاں	موجودہ نفری	خالی اسامیاں
DSPsجنرل ایگزیکٹو برانچ	537	358	179
DSPsٹریفک برانچ	67	36	31
DSPsلیگل برانچ	130	80	50
DSPsٹیلی برانچ	08	06	02
DSPsایم ٹی برانچ	01	01	00
DSPsفنگر پرنٹ بیورو	01	00	01
ٹوٹل	744	481	263

(ب) ان خالی اسامیوں کو پُر نہ کرنے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

DSPsجنرل ایگزیکٹو برانچ: 2008 میں انسپکٹرز (جنرل ایگزیکٹو برانچ) کی سنیارٹی لسٹ جاری کی گئی تھی جس کو رینکر انسپکٹرز اور ڈائریکٹ انسپکٹرز نے مختلف عدالتوں میں چیلنج کیا عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کے احکامات کی روشنی میں 12-2011 اور 2013 کو عارضی سنیارٹی لسٹیں جاری کی گئی تھیں جن کو بھی عدالتوں میں چیلنج کیا گیا۔ مختلف اوقات میں عدالتوں نے انسپکٹر سے ڈی ایس پی کی ترقی کے خلاف stay orders جاری کئے جن کی وجہ سے 2010 کے بعد انسپکٹر سے ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی نہ ہو سکی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر 2012/840 میں حکم دیا ہے کہ عارضی سنیارٹی لسٹ پر اعتراضات کو سن کر ایک ماہ کے اندر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کی جائے، جس کے لئے ایڈیشنل آئی جی پنجاب کی سربراہی میں کمیٹی بنادی گئی ہے جو کہ اعتراضات کو سن کر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کرے گی اس کے بعد سینئر انسپکٹرز کو قانون کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی جائے گی۔

DSPsٹریفک برانچ: اس وقت انسپکٹرز ٹریفک سارجنٹ کی موجودہ نفری NIL ہے۔

(ج) جنرل ایگزیکٹو برانچ

2008 میں انسپکٹرز (جنرل ایگزیکٹو برانچ) کی سنیارٹی لسٹ جاری کی گئی تھی جس کو رینکر انسپکٹرز اور ڈائریکٹ انسپکٹرز نے مختلف عدالتوں میں چیلنج کیا عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ کے احکامات کی روشنی میں 12-2011 اور 2013 کو عارضی سنیارٹی لسٹیں جاری کی گئی تھیں جن کو بھی عدالتوں میں چیلنج کیا گیا۔ مختلف اوقات میں عدالتوں نے انسپکٹر سے ڈی ایس پی کی ترقی کے خلاف حکم امتناعی جاری کئے جن کی وجہ سے 2010 کے بعد انسپکٹر سے ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی نہ ہو سکی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر 2012/840 میں حکم دیا ہے کہ عارضی سنیارٹی لسٹ پر اعتراضات کو سن کر ایک ماہ کے اندر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کی جائے جس کے لئے ایڈیشنل آئی جی پنجاب کی سربراہی میں کمیٹی بنائی گئی جس نے اعتراضات کو سن کر مورخہ 14-03-24 کو فائنل (پارٹ ون) سنیارٹی لسٹ جاری کی۔ اس وقت

ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی تھیں جن کو پُر کرنے کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی نے مورخہ 14-03-31 کو 131 انسپکٹرز اور مورخہ 14-06-12 کو 46 انسپکٹرز کو قانون کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی ہے بقایا اسامیاں مختلف وجوہات کی بناء پر نظر انداز ہونے والے افسران کے لئے رکھی گئی ہیں موزوں افسران کو ترقی کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی دوبارہ زیر غور لائے گی۔

لیگل برانچ

مورخہ 2013-12-17 کو ایک انسپکٹرز لیگل کو ڈی ایس پی لیگل کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔ لیگل انسپکٹرز ان کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق 2 انسپکٹرز ان کی بطور ڈی ایس پی ترقی ہونا باقی ہے۔ ایک انسپکٹرز کو سپر سیڈ اور ایک انسپکٹر کو ریکارڈ مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مورخہ 2013-12-17 کو نظر انداز کیا تھا ان کا ریکارڈ مکمل کیا جا رہا ہے۔ محکمانہ پروموشن کمیٹی قانون کے مطابق ان افسران کو ترقی کے لئے دوبارہ زیر غور لائے گی۔

ٹریفک برانچ

اس وقت انسپکٹرز سارجنٹ کی نفری نہ ہے لہٰذا ڈی ایس پی ٹریفک کی اسامی پر ترقی کے لئے کوئی امیدوار نہ ہے۔

ٹیلی کمیونیکشن برانچ

مورخہ 2013-12-17 کو پانچ انسپکٹرز ٹیلی کمیونیکیشن برانچ کو ڈی ایس پیز ٹیلی کے عہدہ پر ترقی دی گئی ہے۔ اس وقت صرف 2 انسپکٹرز ٹیلی سنیارٹی لسٹ پر موجود ہیں لیکن ترقی کے لئے بنائے گئے قوانین اور معیار پر پورا نہیں اترتے۔ جیسے ہی یہ افسران قانونی معیار پورا کریں گے ان کا کیس ترقی کے لئے زیر غور لایا جائے گا۔

فنگر پرنٹ بیورو

انسپکٹر (فنگر پرنٹ بیورو) نے ڈی ایس پی کی ترقی کے لئے لازمی ٹریننگ کورس نہ کیا ہے۔ کورس کرنے کے بعد ڈی ایس پی کے عہدہ پر اس کی ترقی کے لئے اس کا نام زیر غور لایا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جواب میں لکھا گیا ہے کہ 2014 تک ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی تھیں۔ اس وقت سال 2016 میں ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کتنے انسپکٹرز کی پروموشن due ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! یہ سوال یکم اکتوبر 2013 کو دیا گیا اور محکمہ نے اس کا جواب 2014 میں دے دیا تھا۔ اب latest figures معلوم کرنے کے لئے معزز ممبر fresh question دے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ کیا مذاق ہو رہا ہے؟ دو سال بعد آج اس سوال کی باری آئی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری کو یہ معلوم نہیں کہ ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ میں کانسٹیبل کی خالی اسامیاں نہیں پوچھ رہا بلکہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس کی خالی اسامیاں پوچھ رہا ہوں جس کے نیچے کئی تھانے ہوتے ہیں۔ ہماری انسپکٹر کلاس کے اندر انتہائی تشویش پائی جاتی ہے کیونکہ ان کی سالہا سال سے پروموشنز due ہیں لیکن ان کو نہیں مل رہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری مجھے بتائیں کہ آج تک ڈی ایس پی کی کتنی سیٹیں خالی ہیں، کتنے انسپکٹرز کی اس وقت پروموشن due ہے اور یہ کب تک انہیں promote کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی سنیارٹی صحیح fix نہیں ہوئی اور وہ عدالت میں گئے ہوئے ہیں۔ عدالت سے جو بھی فیصلہ آئے گا تو اس کے مطابق ہم پروموشنز کریں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ "عدالت عظمیٰ نے سول اپیل نمبر 840/2012 میں حکم دیا ہے کہ عارضی سنیارٹی لسٹ پر اعتراضات کو سُن کر ایک ماہ کے اندر فائنل سنیارٹی لسٹ جاری کی جائے"۔ اس عدالتی حکم کے مطابق انہوں نے سنیارٹی لسٹ نکال کر ایک ماہ کے اندر لوگوں کو promote کرنا تھا۔ اس کے بعد سال 14-2013 کے اندر انہوں نے تقریباً 177 انسپکٹرز کو promote کیا ہے تو کیا انہوں نے ان 177 لوگوں کو عدالت کے حکم کے خلاف پروموشن دی ہے؟ پارلیمانی سیکرٹری بتا رہے ہیں کہ عدالت کا فیصلہ آنے کے بعد پروموشن دیں گے جبکہ تحریری جواب میں عدالت عظمیٰ کے فیصلے کا ذکر ہے۔ معزز پارلیمانی سیکرٹری اپنے ہی محکمہ کے تحریری جواب کی نفی کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! سپریم کورٹ کا فیصلہ آ گیا ہے اور اس کے مطابق پروموشنز کا کام شروع ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے تو number of seats کے بارے میں پوچھا ہے۔کام کے بارے میں نہیں پوچھا۔ میں نے پوچھا ہے کہ اس وقت ڈی ایس پی کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟ عدالت کا کوئی ایسا حکم نہیں ہے جو کہ ان کو پروموشن سے رُوکتا ہو۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز ممبر کو ڈی ایس پی کی خالی اسامیاں بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس وقت ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اب پھر پارلیمانی سیکرٹری غلط جواب دے رہے ہیں۔ یہ بات تو جواب میں لکھی ہوئی ہے کہ 193 اسامیاں خالی تھیں جن میں سے 177 اسامیاں fill کر لی گئی ہیں۔ میرے خیال میں پارلیمانی سیکرٹری نے پورا جواب خود بھی نہیں پڑھا۔ میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ "اس وقت ڈی ایس پی کی 193 اسامیاں خالی تھیں جن کو پُر کرنے کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی نے مورخہ 14-03-31 کو 131 انسپکٹرز اور مورخہ 14-06-12 کو 46 انسپکٹرز کو قانون کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدہ پر ترقی دی ہے"۔ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ 193 اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جب آپ کا سوال آیا تھا تو اُس وقت یہ جواب دیا گیا تھا اور میں اسی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ سوال آج دو سال بعد آیا ہے تو مجھے آج کی تاریخ تک latest position چاہئے۔ کل جب محکمہ پارلیمانی سیکرٹری کو تیاری کروانے آیا ہوا تھا تو اس وقت ان کے دماغ میں یہ بات کیوں نہیں آئی کہ دو سال پہلے کا سوال ہے اور انہوں نے محکمہ سے 2014 سے لے کر 2016 تک کی latest position کیوں نہیں پوچھی؟

جناب سپیکر: معزز ممبر ڈی ایس پی کی خالی اسامیوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! ایک تو مجھے ڈی ایس پی کی خالی اسامیاں بتائیں اور دوسرا criterion of promotion بھی بتادیں کہ کس criterion کے مطابق پروموشن دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: آپ criterion کے بارے میں خود پڑھ لیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! محکمہ نے جواب میں لکھا ہے کہ "ان کا ریکارڈ مکمل کیا جارہا ہے۔ محکمانہ پروموشن کمیٹی قانون کے مطابق ان افسران کو ترقی دینے کے لئے دوبارہ زیر غور لائے گی اور

ان کی پروموشن کر دی جائے گی" پارلیمانی سیکرٹری کو پتا ہونا چاہئے کہ اس کے لئے کیا criterion ہے اور کیا چیز چیک کر کے promote کرتے ہیں؟ مہربانی کر کے مجھے ان سے جواب لے کر دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! وہ آپ سے latest position پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3124 میاں طاہر کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی میاں طاہر صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سوال کا نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 3125 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں طاہر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد: بنک ڈکیتی کی وارداتیں و دیگر تفصیلات

*3125: میاں طاہر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2013 سے آج تک ضلع فیصل آباد کی حدود میں کتنے بنک اور صرافہ کی دکانوں کو لوٹنے کے واقعات ہوئے، ان کے مقدمہ جات مع نام تھانہ کی تفصیل بتائیں؟

(ب) ہر واردات میں کتنا سامان اور نقدی لوٹی گئی، تفصیل مقدمہ وار بتائیں؟

(ج) کتنے مقدمہ جات کے ملزمان trace ہو کر گرفتار ہو چکے ہیں اور ان سے کیا کیا ریکوری ہوئی ہے؟

(د) کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک trace نہ ہوئے ہیں اور کس کس مقدمہ کے ملزمان مفرور ہیں؟

(ہ) حکومت مفرور ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کرنے اور جن کے ملزمان trace نہ ہوئے ان کے ملزمان trace کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں سال 2013 میں بنک ڈکیتی کے 2 مقدمات اور صرافہ ڈکیتی کے کل 6 مقدمات درج ہوئے ہیں جن کی تفصیل ذیل ہے:

1. بنک راہزنی کا مقدمہ نمبر 524 مورخہ 13-08-21 بجرم 392 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا
2. مقدمہ نمبر 970 مورخہ 13-12-19 بجرم 392 ت پ تھانہ سٹی جڑانوالہ جبکہ صرافہ ڈکیتی کے مقدمات کی تفصیل ذیل ہے:

1. مقدمہ نمبر 390 مورخہ 13-03-19 جرم 337H2/412/427/395 ت پ تھانہ غلام محمد آباد
2. مقدمہ نمبر 99 مورخہ 13-01-30 جرم 394 ت پ تھانہ پیپلز کالونی
3. مقدمہ نمبر 1097 مورخہ 13-10-12 جرم 392 ت پ تھانہ سرگودھا روڈ
4. مقدمہ نمبر 451 مورخہ 13-05-16 جرم 392 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی
5. مقدمہ نمبر 368 مورخہ 13-09-16 جرم 392 ت پ تھانہ سٹی سمندری
6. مقدمہ نمبر 86 مورخہ 13-04-21 جرم 395 ت پ تھانہ مریدوالا

(ب) مقدمات بنک راہزنی میں:

1. مقدمہ نمبر 970 مورخہ 13-12-19 جرم 392 ت پ تھانہ چک جھمرہ میں نقدی 20220 روپے لوٹی گئی۔
2. مقدمہ نمبر 524 مورخہ 13-08-21 جرم 392 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا میں نقدی مبلغ -/864560 روپے لوٹی گئی۔

اور جبکہ صرافہ ڈکیتی کے مقدمات میں

1. مقدمہ نمبر 390 مورخہ 13-03-19 جرم 337H2/412/412/395 ت پ تھانہ غلام محمد آباد میں طلائی زیورات مالیتی تقریباً -/4475000 روپے
2. مقدمہ نمبر 99 مورخہ 13-01-30 جرم 394 ت پ تھانہ پیپلز کالونی میں نقدی 23500 طلائی زیورات 90 تولے۔
3. مقدمہ نمبر 1097 مورخہ 13-10-12 جرم 392 ت پ تھانہ سرگودھا روڈ میں مال مسروقہ زیورات 60 تولے
4. مقدمہ نمبر 451 مورخہ 13-05-16 جرم 392 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی میں 9 تولے زیورات اور -/80,000 روپے نقدی
5. مقدمہ نمبر 368 مورخہ 13-09-16 جرم 392 ت پ تھانہ سٹی سمندری میں زیور، موبائل مالیت -/356500

6. مقدمہ نمبر 86 مورخہ 13-04-21 جرم 395 ت پ تھانہ مرید والا میں زیور مالیت -/76,95,000 لوٹے گئے۔

(ج) مقدمہ نمبر 13/390 جرم 395/427/412/337H2 نامعلوم آٹھ کس ملزمان کے خلاف درج ہوا جن میں سے ایک کس نامزد ملزم گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل ہے جس سے تین تولے آرٹی فیشل جیولری برآمد ہوئی ہے۔

(د) مقدمہ نمبر 13/451 بجرم 392 ت پ تھانہ بٹالہ کالونی میں 2 ملزمان

1. نوید احمد ولد شوکت علی قوم راجپوت سکنہ ڈی ٹائپ کالونی
2. مسماۃ شاہدہ دختر نامعلوم سکنہ گلی نمبر 12 محمد آباد جو کہ مجرم اشتہاری ہیں۔

جبکہ بقایا مقدمات میں ملزمان ٹریس نہ ہوئے ہیں۔

(ہ) مقدمات میں ملزمان کو جلد از جلد ٹریس کرنے کے لئے ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں اور تفتیشی افسران کو ہدایت کی گئی ہے کہ نامعلوم ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے اور مقدمات کو حقائق کی روشنی میں یکسو کر کے رپورٹ 173 ض ف جلد از جلد داخل عدالت کروائیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ج) کے جواب میں محکمہ لکھتا ہے "مقدمہ نمبر 13/390 جرم 395/427/412/337H2 نامعلوم آٹھ کس ملزمان کے خلاف درج ہوا جن میں سے ایک کس نامزد ملزم گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل ہے جس سے تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے۔" یہ مقدمہ 44 لاکھ 75 ہزار روپے کی ڈکیتی کا ہے۔ اس مقدمہ میں 44 لاکھ روپے کی ڈکیتی سے تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے۔ ملزم بھی گرفتار ہوا ہے تو پولیس کیا کر رہی ہے اور باقی مسروقہ مال مقدمہ کہاں ہے، وہ کس کی جیب میں چلا گیا یعنی اُس کا status کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس مقدمہ میں پہلے ایک ملزم گرفتار ہوا تھا اُس کے بعد اس مقدمہ میں تین اور ملزم بھی گرفتار ہوئے لیکن یہ بات درست ہے کہ اس مقدمہ میں recovery نہ ہو سکی صرف تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ المیہ ہے کہ اب پولیس کا ملزمان کے ساتھ اس بات پر بھی مک مکا ہوتا ہے کہ برآمدگی نہ ڈالی جائے تاکہ مقدمہ کے پلے کچھ نہ رہے۔ یہ 44 لاکھ روپے کی ڈکیتی ہے اس

میں چار ملزمان گرفتار بھی کر لئے گئے ہیں اور صرف تین تولے artificial jewelry برآمد ہوئی ہے تو وہ مقدمہ جھوٹا ہے یا پھر وہ مال بانٹ لیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولیس اسی طرح کے معاملات کر لیتی ہے کہ معاملہ technical grounds پر knock out کر دیا جاتا ہے تو اس مقدمہ میں بھی یہی صورتحال نظر آ رہی ہے۔ اس حوالہ سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جن مقدمات میں investigation officers, recovery نہیں کر سکتے یا poor inquiry ہوتی ہے تو اس پر انہیں سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔ محکمہ پولیس خود بھی سزائیں دیتا ہے اور بعض اوقات عدالتوں سے بھی کوئی اس طرح کی directions آجاتی ہیں کہ فلاں مقدمہ میں recovery نہیں ہوئی تو اس پر سزا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: کیا کر رہے ہیں بھائی! پولیس خود تو سزا نہیں دے سکتی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں پولیس ملازمین کی بات کر رہا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محکمہ پولیس نے اس مقدمہ کے investigation officer کو کیا سزا دی ہے یا یہ کیس کہیں آگے proceed ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس کیس کی تفصیلات منگوا کر بتا دی جائیں گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جز (د) میں یہ ہے کہ کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک trace نہ ہوئے ہیں اور کس کس مقدمہ کے ملزمان مفرور ہیں؟ اس کے جواب میں صرف دو ملزمان کا ذکر ہے تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے اگر وہ جواب درست ہے تو وہ بتا دیں گے کہ اس سال باقی جو مقدمات درج ہوئے ہیں ان تمام مقدمات کے ملزمان trace ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! مقدمات نمبر 491/13 بجرم 392 تھانہ بٹالہ کے دو ملزمان trace ہوئے تھے لیکن یہ ملزمان ابھی اشتہاری ہیں۔ اس کے علاوہ جس طرح پہلے بتایا گیا ہے کہ مقدمہ نمبر 390 میں بھی 4 ملزم گرفتار ہوئے۔ اس کے علاوہ جو untraced یا عدم پتا ملزمان تھے میں ان کی تفصیل بتا سکتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بات درست ہے یا پھر جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جواب درست ہے۔ جو ضمنی سوال ہے اُس کا جواب اس میں تو درج نہیں ہے کیونکہ ضمنی سوال کا جواب تو میں نے دینا ہے ناں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ کس کس مقدمہ کے ملزمان ابھی تک trace نہ ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اس کا جواب اسی جز میں ہے جبکہ بقایا مقدمات میں ملزمان trace نہ ہوئے ہیں اور یہ جواب تو اس میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب شہزاد منشی کا ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3419 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: تھانہ جنوبی چھاؤنی میں درج موٹر سائیکل / موٹر کار چوری کی تعداد و تفصیلات

*3419: جناب شہزاد منشی: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تھانہ جنوبی چھاؤنی لاہور میں کون کون سے ایریاز شامل ہیں؟

(ب) اس تھانہ کی حدود میں کس کس جگہ پولیس چوکیاں قائم کی گئی ہیں؟

(ج) پولیس چوکی خالد مسجد میں ملازمین کی تعداد کتنی ہے اور ان ملازمین کی کہاں کہاں ڈیوٹی ہے؟

(د) خالد پارک پر کس کس ملازم کی ڈیوٹی کس کس وقت ہوتی ہے؟

(ہ) یکم دسمبر 2013 سے 15۔دسمبر 2013 تک اس تھانہ کی حدود میں موٹر سائیکل چوری/ موٹر کار چھیننے کی ریکارڈ وارداتیں ہوئی ہیں، ان کے مقدمہ نمبر کیا کیا ہیں اور کس کس سے موٹر سائیکل چھینی گئی یا چوری ہوئی ہے؟

(و) ان میں سے کس کس مقدمہ کی موٹر سائیکل، پولیس نے چوروں اور ڈاکوؤں سے برآمد کروا رکھی ہے؟

(ز) کس کس مقدمہ کی موٹر سائیکل ابھی تک پولیس برآمد نہیں کر سکی، حکومت کب تک یہ موٹر سائیکل برآمد کروائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) تھانہ ہذا چھ بیٹ ہائے پر مشتمل ہے جو بیٹ وار علاقہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تھانہ ہذا چوکیات درج ذیل مقامات پر قائم ہیں۔

1۔ چوکی نادر آباد (خدا بخش کالونی)

2۔ چوکی کیولری گراؤنڈ (کیولری گراؤنڈ نزد خالد مسجد)

(ج) چوکی کیولری گراؤنڈ میں ایک سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبلان تعینات ہیں۔ ان ملازمان کی ڈیوٹی جمعتہ المبارک کو بوقت نماز جمعہ ڈیوٹی لگائی جاتی ہے اس کے علاوہ مختلف اوقات میں ان کی گشت ڈیوٹی خالد پارک میں لگائی جاتی ہے۔

(د) خالد پارک میں درج ذیل اوقات میں درج ذیل ملازمان کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

1۔ صبح۔/5 بجے تا۔/7 بجے صبح (عمران C/16307، مدثر C/18533

2۔ شام۔/4 بجے تا۔8 بجے رات (نعیم رضا C/10189، ارشاد C/11803

(ہ) یکم دسمبر 2013 سے 15۔دسمبر 2013 تک تھانہ جنوبی چھاؤنی کی حدود میں موٹر سائیکل چوری/ موٹر کار چھیننے کا کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ ہو کر بغرض تفتیش انوسٹی گیشن ونگ کو موصول نہ ہوا ہے۔

(و) کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ نہ ہوا ہے۔

(ز) کوئی مقدمہ درج رجسٹرڈ نہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! جز (ج) کے حوالہ سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جواب میں انہوں نے تھانہ شمالی چھاؤنی میں دو چوکیوں کا ذکر کیا ہے تو area کے حوالہ سے سب سے بڑی چوکی کیولری گراؤنڈ والی ہے۔ انہوں نے وہاں پر کہا ہے کہ ہم نے ایک سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبل تعینات کئے ہوئے ہیں جن کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے تو ایک بہت بڑا area جہاں پر shopping mall بھی ہیں اور وہ گنجان آباد بھی ہے تو کیا ایک سب انسپکٹر اور چار کانسٹیبل کافی ہیں جبکہ ان کی ڈیوٹی مختلف جگہ پر لگا دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چوکی میں ملازمین کی تعداد تقریباً پانچ ہوتی ہے، ایک انچارج ہوتا ہے اور چار کانسٹیبل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ elite force اور مقامی تھانے کی گشت بھی اُن علاقوں میں جاری رہتی ہے تو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تعداد کافی ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ یہ تعداد کافی ہے تو وہاں پر جو وارداتیں ہو رہی ہیں یعنی پرس چھینے جاتے ہیں، موٹر سائیکلیں چھینی جاتی ہیں تو اگر یہ تعداد کافی ہے تو پھر وہاں پر لاء اینڈ آرڈر تو maintain ہونا چاہئے لیکن وہاں پر لوگوں کو روک کر gun point پر اُن سے پیسے بھی لوٹے جاتے ہیں اور پھر اُن کا مقدمہ بھی درج نہیں کیا جاتا۔ میرا تعلق اس علاقہ سے ہے میں وہاں پر روز move کرتا ہوں تو مجھے وہاں پر گشت کرتی ہوئی پولیس کہیں نظر نہیں آتی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چوکی پر صرف رپٹ درج کی جاتی ہے اور ایف آئی آرز تھانے میں درج ہوتی ہیں۔ وہاں پر mobile patrolling اور quick response force موجود ہے جو ہر وقت وہاں پر گشت کرتی رہتی ہیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! جز(ہ) سے (ز) تک تقریباً same questions ہی بنتے ہیں۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری نے کہا کہ وہاں کوئی مقدمہ درج نہیں ہوا۔ میں انہیں 2013 کے period کی ایف آئی آر دے دیتا ہوں اور پنجاب اسمبلی میں نیشنل بنک کی برانچ کے ملازم سندھو صاحب ہوتے تھے جو اب واپڈا ہاؤس برانچ میں چلے گئے ہیں اُن کے بھائی کی موٹر سائیکل اسی دسمبر میں چوری ہوئی اُس کی ایف آئی آر درج بھی ہے میں اس کی کاپی provide کر سکتا ہوں لیکن یہاں پر انہوں نے اُس کا ذکر بھی نہیں کیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ان کا سوال پڑھ لیں اُس میں یکم دسمبر 2013 سے 15-دسمبر 2013 تک کی بات کی گئی ہے۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ ایف آئی آر موجود ہے لیکن یہاں پر کوئی ذکر نہیں ہے اور اُس پر کارروائی بھی کوئی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر یہ یکم دسمبر 2013 سے 15-دسمبر 2013 تک کی بات کر رہے ہیں تو مجھے وہ ایف آئی آر دکھا دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 3430 جناب احمد علی خان دریشک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 3485 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: اشتہاری ملزمان کی تھانہ وار تفصیلات

*3485: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت کل اشتہاری ملزمان کی تعداد تھانہ وار کتنی ہے۔ ان کے نام، پتا جات اور ان کے خلاف مقدمہ جات کی تفصیل بتائیں نیز یہ کب سے اشتہاری ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2013 سے آج تک کتنے اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا ہے۔ ان کے نام، پتاجات بتائیں اور کتنے ملزمان کو اب تک سزا ہوئی ہے؟

(ج) اس وقت کتنے اشتہاری ملزمان ایسے ہیں جو کہ بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں، ان کے نام اور ان کو گرفتار کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2013 سے آج تک 2325 مجرمان اشتہاریوں کو گرفتار کیا گیا ہے ان کے نام و پتاجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جن میں 39 ملزمان کو اب تک سزا ہوئی ہے۔

(ج) اس وقت 422 اشتہاری مجرمان ایسے ہیں جو کہ بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان میں سے 57 مجرمان اشتہاریوں کے ریڈ وارنٹ جاری کروائے جا چکے ہیں جبکہ بقایا مجرمان اشتہاریوں کے ریڈ وارنٹ جاری کروانے کا تحرک جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا پارلیمانی سیکرٹری سے یہ ضمنی سوال ہے کہ اس سوال کے جواب میں جو گجرات کے 3200 اشتہاریوں کی فہرست آئی ہے، اس میں تھانہ سول لائن کے 742، صدر گجرات کے 298، کنجاہ کے 389، صدر کھاریاں کے 442 اور ڈنگہ کے 277 اشتہاری ہیں۔ یہ 2013 سے لے کر اب تک کی فہرست ہے جن میں سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس وقت 422 اشتہاری مجرمان ایسے ہیں جو کہ بیرون ملک فرار ہو چکے ہیں۔ کیا یہ سارا ریکارڈ دیکھنے کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ کب تک یہ اشتہاری گرفتار ہو جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ان اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کے لئے محکمہ بھرپور انداز میں اپنی کوشش کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سوال کے جواب آنے کے بعد 875 مزید اشتہاری گرفتار ہو چکے ہیں اور جس طرح معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ 422 اشتہاری ایسے ہیں جو بیرون ملک فرار ہو گئے ہیں ان میں سے 68 کے ریڈ وارنٹ جاری ہو چکے ہیں، 74 کے وارنٹ process میں ہیں اور ان میں سے ہی جو بیرون ملک فرار ہو گئے تھے 59 گرفتار ہو چکے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس فہرست میں 20 سال والے اشتہاری مجرم بھی موجود ہیں اور ان کے بارے میں آج تک کیا کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اشتہاری 20 سال کا ہو یا ایک سال کا ہو محکمہ کے لئے اسے گرفتار کرنا target کا حصہ ہے اور ان کی ذمہ داری میں شامل ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ کو مزید تنبیہہ کی جائے گی کہ وہ تمام اشتہاری خواہ وہ جتنے عرصہ کے ہوں انہیں گرفتار کر کے چالان پیش کرے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے کہ ایک آدمی 20 سال سے اشتہاری ہے اور جو اشتہاری ہوتا ہے وہ علاقہ کے لوگوں کو threat کرتا ہے اپنی من مانی کرتا ہے اور جس طرح کی اس کی مرضی ہوتی ہے اس نے اپنا قانون بنایا ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کوئی بھی اشتہاری 20 سال سے اشتہاری کیوں ہے اور کیا پولیس ڈیپارٹمنٹ پنجاب میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا ہوا ہے؟ یہ بڑی serious بات ہے۔ اس فہرست میں 17 سال، 15 سال اور 20 سال کے اشتہاری موجود ہیں۔ اگر 3200 اشتہاری گجرات سے باہر یا بیرون ملک بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر ضلع میں کیا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کہاں ہے؟ یہ اس کے بارے میں بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ جز (ب) میں بھی بتایا گیا ہے کہ 2013 سے اس وقت تک جب یہ سوال کا جواب submit کرایا گیا ہے تو 2325 اشتہاری مجرمان کو گرفتار کیا گیا تھا۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ 875 مزید اشتہاری گرفتار ہو چکے ہیں اور اس وقت جو بقایا ہیں وہ 810 اشتہاری ہیں۔ معزز ممبر کے پاس جس طرح اشتہاریوں کی فہرست موجود ہے، اشتہاری بڑی تعداد میں تھے جن میں سے کافی گرفتار ہو چکے ہیں مزید بھی گرفتار کر لئے جائیں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ 810 اشتہاری بقیہ رہ گئے ہیں۔ کیا یہ اس پر قائم رہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جب ہمارا آئندہ Question Day ہوگا تو ہم یہ بتا سکیں گے کہ ان میں سے بھی کافی اشتہاری گرفتار ہو چکے ہوں گے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری آپ سے request ہے کہ یہ وہ سوال ہے جس کو ہر ماہ دیکھنا چاہئے اور اسے pending رہنا چاہئے کہ اس میں کیا کمی واقع ہوئی ہے۔ آپ دیکھیں کہ گجرات وہ ضلع ہے جس کے لوگ باہر سے ایک بڑا زر مبادلہ بھیجتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو 400 سے لے کر 500 اشتہاری لوگ ہیں وہ بھی باہر جاتے ہیں وہاں جا کر بھی غیر قانونی کام کرتے ہیں اور پاکستان کا نام بدنام کرتے ہیں۔ حکومت کو اس پر serious اقدامات اٹھانے چاہئیں اور اس کا کوئی حل نکالنا چاہئے۔ اس کے علاوہ انہیں اسمبلی کو آگاہ کرنا چاہئے کہ ہم نے یہ کچھ کیا ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر 422 اشتہاریوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اور آپ کو تجویز دے رہے ہیں۔ اس پر آپ کا کیا مؤقف ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! 422 اشتہاریوں کے متعلق میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ان میں سے 68 کے ریڈ وارنٹ جاری ہو چکے ہیں، 74 کے وارنٹ process میں ہیں اور ان میں سے ہی جو بیرون ملک فرار ہو گئے تھے 59 گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ جو میاں صاحب فرما رہے ہیں یہ بالکل صحیح ہے اس میں آپ بھی direction دے دیں۔

جناب سپیکر: میں کیا direction دوں؟ آپ اپنی کوشش کریں اور ان کو پکڑیں۔ آپ کو مجرمان کو پکڑنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی میاں طارق محمود کا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! سوال نمبر 3521 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گجرات: پولیس ملازمین کی تفصیلات

*3521: میاں طارق محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت کتنے اے ایس آئی اور ایس آئی کام کر رہے ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور اس ضلع میں تعیناتی کا عرصہ بتائیں؟

(ب) ان میں کتنے اور کون کون سے ملازم اس ضلع میں پانچ سال یا زائد عرصہ سے تعینات ہیں ان کے نام اور جگہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس وقت ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ / قانونی کارروائی کہاں کہاں ہو رہی ہے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان ملازمین کی اکثریت عرصہ دراز سے اسی ضلع میں حکومت کی پالیسی کے برعکس تعینات ہے؟

(ہ) کیا حکومت، پالیسی کے برعکس تعینات ملازمین کو اس ضلع سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) ضلع گجرات میں اس وقت 126ایس آئی، 132اے ایس آئی اور 56ٹی / اے ایس آئی تعینات ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور اس ضلع میں تعیناتی کے عرصہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گجرات میں اس وقت 44ایس آئی اور 49اے ایس آئی پانچ سال یا زائد عرصہ سے تعینات ہیں اور جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پولیس آرڈر 2002 کے آرٹیکل 7 ضمن 5 کے مطابق "کانسٹیبل اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے رتبے میں بھرتی مستقل سکونتی ضلع کی بنیاد پر ہو گی جو ملازمت سے متعلق تمام امور کے سلسلے میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے رتبے تک ان کا انتظامی یونٹ ہو گا اور صرف ایسے افسران کو بیرون کاری سے متعلق مفوضہ کاموں کے لئے ان کے مستقل سکونتی ضلع میں تعینات کیا جائے گا تفتیش ٹریفک، سکیورٹی، ریزرو اور خبر رسانی کے متعلقہ فرائض کے لئے دیگر اضلاع کے افسران کی تعیناتی پر ایسی کوئی پابندی نہیں ہو گی۔

(ہ) ضلع ہذا میں قواعد کے مطابق عملدرآمد ہو رہا ہے اگر اس بارے میں کوئی نئی پالیسی وضع کی گئی تو اس پر عملدرآمد کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ اس ضلع میں کتنے اور کون کون سے ملازم پانچ سال یا زائد عرصہ سے تعینات ہیں، ان کے نام اور جگہ کی تعیناتی کی تفصیل بتائیں۔ یہ تفصیل میرے پاس آ گئی ہے۔ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک سب انسپکٹر یا اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو ایک پولیس سٹیشن پر پانچ سال تک رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! کوئی پولیس ملازم اگر صحیح کام کر رہا ہو تو ڈیپارٹمنٹ یہ سمجھتا ہے کہ اسے بلاوجہ تبدیل نہ کیا جائے۔ اس کی کارکردگی اگر بہتر ہو اور اس سے وہاں کے DPO اور SDPO مطمئن ہوں تو اسے تبدیل نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: کیا پولیس رولز کا بھی خیال کیا جاتا ہے یا نہیں کیا جاتا؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو وہاں پانچ سال سے بیٹھے ہوئے ہیں کیا واقعی ان کے ان اشتہاریوں سے تعلقات بہتر ہیں اس لئے وہ pressure ڈال کر بیٹھے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ایسی کوئی بات ڈیپارٹمنٹ کے نوٹس میں نہیں ہے۔ اگر میاں طارق محمود صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ پولیس آفیسرز یا ملازمین ایسے ہیں جن کے اشتہاریوں سے تعلقات ہیں تو یہ ان کی نشاندہی کریں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے پولیس سب انسپکٹر اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر ایسے ہیں جو ان اشتہاریوں کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے بیرون ملک جا چکے ہیں، کیا یہ بتا سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! اگر ایسی کوئی بات ہے تو یہ ہمارے نوٹس میں لائیں۔ ہم مزید اس کی رپورٹ منگوا لیتے ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! یہ وقت لے لیں اور میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے جو آپ کے نوٹس میں بھی آ گیا ہے، یہاں پر ہوم سیکرٹری بھی تشریف رکھتے ہیں اور دیگر پولیس کے اعلیٰ آفیسرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ باتیں ان کے نوٹس میں آنی چاہئیں تھیں جو آئی ہیں لیکن میں انہیں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ وہ ریکارڈ طلب کریں جس میں پولیس آفیسرز Ex Pakistan Leave لے کر باہر جاتے ہیں اور وہاں جا کر شہریت اختیار کر رہے ہیں۔ اکثر لوگ ایسے ہیں۔ گجرات ایک آماجگاہ بنا ہوا

ہے۔اس پر حکومت پنجاب کو steps لینے چاہئیں اور لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا چاہئے۔ یہ بہت ضروری ہو گیا ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری اس ایوان کو آگاہ کریں گے کہ ہم نے اس معاملہ میں یہ steps لئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! انشاء اللہ ایوان کو آگاہ بھی کریں گے اور ان کے خلاف ڈیپارٹمنٹ action بھی لے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، محترمہ سوال نمبر بولیں!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3677 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے چودھری عامر سلطان چیمہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرگودھا: تھانوں کی تعداد اور عملہ سے متعلقہ تفصیلات

*3677: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں تھانوں اور سرگودھا پولیس انسپکٹرز کی تعداد کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قانون کے مطابق انسپکٹر کی موجودگی میں سب انسپکٹر کو تھانہ کا انچارج یا انوسٹی گیشن ونگ کا انچارج نہیں لگایا جا سکتا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے انسپکٹرز کی موجودگی کے باوجود متعدد تھانوں میں سب انسپکٹرز کو تھانہ انچارج ایس ایچ او اور انوسٹی گیشن ونگ کا انچارج لگایا ہوا ہے جس سے انسپکٹرز میں بددلی پائی جاتی ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تمام سب انسپکٹرز جو تھانوں میں انچارج ہیں کو ہٹا کر انسپکٹرز تعینات کرنے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) ضلع سرگودھا میں تھانوں کی تعداد 27 ہے جبکہ سر دست 37 انسپکٹرز ضلع ہذا میں تعینات ہیں۔

(ب) نوٹیفکیشن نمبری L-7532 مورخہ 2013-07-24 کے مطابق پولیس آرڈر نمبر 22، مجاریہ 2002 کے آرٹیکل نمبر 21 ضمن 4 کے تحت سب انسپکٹرز کو ایس ایچ او یا انچارج انوسٹی گیشن ونگ تعینات کیا جاسکتا ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن نمبری L-7532 مورخہ 2013-07-24 کے مطابق پولیس آرڈر نمبر 22، مجاریہ 2002 کے آرٹیکل نمبر 21 ضمن 4 کے تحت سب انسپکٹرز کو تھانہ کا انچارج تعینات کیا جاسکتا ہے۔ ضلع ہذا میں ایس ایچ اوز کے علاوہ تعینات انسپکٹرز اہم نوعیت کی ڈیوٹیز پر تعینات ہیں جو خوش دلی سے کار سرکار انجام دے رہے ہیں۔

(د) مندرجہ بالا جملہ جزہائے کا جواب فرداً فرداً ضبط تحریر میں لایا جا چکا ہے ضلع ہذا میں کل 16 سب انسپکٹر اور کل 9 انسپکٹر بطور ایس ایچ او تعینات ہیں جیسا کہ جز(ب) کی وضاحت میں عرض کیا گیا ہے حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری L-7532 مورخہ 13-07-24 کے تحت مہتمم ضلع کو سب انسپکٹرز یا انسپکٹرز کو بطور ایس ایچ او تعینات کرنے کی بابت صوابدیدی اختیارات دیئے گئے ہیں جو اہلیت اور کارکردگی کے پیش نظر سب انسپکٹرز کو بھی ایس ایچ او تعینات کیا جاسکتا ہے۔ انسپکٹرز کو بطور ایس ایچ او تعینات کرنے پر قطعی کوئی بار نہ ہے۔ ضلع ہذا کے دیگر انسپکٹرز جو ایس ایچ او تعینات نہ ہوتے ہیں کو بھی محکمانہ ضرورت کے تحت انتہائی اہم ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں جو افسران بالا کے احکامات کی بجا آوری کو فرض اوّلین سمجھتے ہیں اور قطعی بددل نہ ہیں اگر کسی آفیسر کو کوئی پریشانی یا مسئلہ ہوتا ہے وہ بلا حیل وحجت زیر دستخطی کے رُوبرُو پیش ہو کر عرض معروض کرتا ہے جس کو بغور سن کر مناسب دادرسی کی جاتی ہے۔

لسٹ سب انسپکٹر ایس ایچ اوز مع تھانہ جات برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے انسپکٹرز کی موجودگی کے باوجود متعدد تھانوں میں سب انسپکٹر کو تھانہ انچارج ایس ایچ او اور انوسٹی گیشن ونگ کا انچارج لگایا ہوا ہے جس سے انسپکٹرز میں بددلی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا

ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور انہوں نے کوئی آرٹیکل بتایا ہے کہ جس کے تحت ہم سب انسپکٹر کو تھانہ انچارج لگا سکتے ہیں۔ انہوں نے بڑے آرام سے کہہ دیا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس صوبے میں یہ practice لگاتار ہو رہی ہے کہ جو چھوٹے گریڈ والے آفیسرز ہیں ان کو بڑی پوسٹ پر لگا کر ان سے کام کروایا جارہا ہے اور بڑے گریڈ والوں کو چھوٹی پوسٹ پر لگا کر کام کروایا جارہا ہے تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ discipline کی خلاف ورزی کرنا کیوں ضروری ہے؟ یہاں پر اگر آپ ایک ایس ایچ او کو تھانے کا انچارج لگادیں گے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ جو اس سے سینئر لوگ ہیں وہ اس کا کہنا مانیں گے یا اس کو respect دیں گے؟ نہیں بالکل بھی نہیں دیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی آج یہ صورتحال ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں اب آپ کا ضمنی سوال کیا پوچھوں وہ بتائیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کیا طریق کار ہے کیونکہ انہوں نے خود بھی accept کر لیا ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس کی وجہ سے کوئی بد دلی نہیں پائی جاتی ہے جبکہ آپ اگر تھانوں میں جا کر دیکھیں تو وہ کبھی بھی ایک دوسرے کی respect نہیں کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جو پولیس رولز بنے تھے اس کے مطابق amendment in Article(21) of order number 22 of 2002 اب انسپکٹر اور سب انسپکٹر کو ایس ایچ او تعینات کیا جاسکتا ہے اور ایسی کوئی بات نہیں ہے جو پولیس رولز کے منافی ہو۔ اس کے علاوہ جو انسپکٹرز ہیں ان میں کوئی ایسا انسپکٹر نہیں ہے جو کسی سب انسپکٹر کے ماتحت لگایا گیا ہو۔ اگر کسی جگہ ایس ایچ او سب انسپکٹر یا انوسٹی گیشن انچارج انسپکٹر ہے تو انوسٹی گیشن برانچ اور ایس ایچ او کے علیحدہ علیحدہ کام ہیں جو انوسٹی گیشن برانچ میں انسپکٹر ہے وہ ایس پی انوسٹی گیشن اور ڈی ایس پی انوسٹی گیشن کے under کام کر رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! مجھے یہ پارلیمانی سیکرٹری بتائیں کہ اس وقت ضلع سرگودھا میں کتنے انسپکٹرز ہیں؟

جناب سپیکر: جی، کیا پوچھا ہے کہ اس ضلع میں کتنے انسپکٹرز ہیں؟ یہ تو fresh question بنے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس حوالے سے بتائیں کہ یہاں پر جو سب انسپکٹرز بطور ایس ایچ او کام کر رہے ہیں تو وہاں ان میں انسپکٹرز کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جی، بتائیں کہ اس وقت ضلع سرگودھا میں کتنے انسپکٹرز ہیں۔ یہ تو انہوں نے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ 37 انسپکٹرز ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (جناب اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ضلع سرگودھا میں 27 تھانے ہیں اور اس وقت جب یہ سوال کا جواب آیا اس وقت 37 انسپکٹرز تھے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کب تعینات تھے آپ کیا بتا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! جب یہ سوال کیا گیا تھا کہ ضلع سرگودھا میں تھانوں اور وہاں پر پولیس انسپکٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

جناب سپیکر: اس کا جواب 9۔فروری کو آیا تھا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں پوچھ رہی ہوں کہ اس وقت وہاں پر کیا صورتحال ہے اور وہاں کتنے انسپکٹرز تعینات ہیں۔ یہ جو ایک لسٹ ہے یہ ان تمام سب انسپکٹرز کی ہیں جن کو ایس ایچ او تعینات کیا ہوا ہے اور ان میں ایک بھی انسپکٹر نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ضلع سرگودھا میں 27 تھانے ہیں اور اس وقت وہاں پر 17 سب انسپکٹرز اور 10 انسپکٹرز ایس ایچ او تعینات ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یعنی وہاں کوئی بھی اس وقت انسپکٹر نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! 10 انسپکٹرز بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں لسٹ میں انہوں نے mention نہیں کیا ہے تو یہ کیوں یہاں پر mention نہیں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! وہ آپ کو latest position بتا رہے ہیں۔ مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہاں لسٹ میں انہوں نے mention نہیں کیا ہوا اس لئے ہم یہ ضمنی سوال کر رہے ہیں کہ یہاں پر انہوں نے سب انسپکٹرز اور ایس ایچ اوز کی تفصیل دی ہوئی ہے لیکن انسپکٹر تو کوئی mention ہی نہیں کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! چلیں، انہوں نے زبانی تو بتادیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر یہ جو بتارہے ہیں وہ حقائق پر مبنی بات نہ ہوئی تو؟

جناب سپیکر: محترمہ! پھر ہم اس کا نوٹس لیں گے آپ مجھے بتائیں گی تو پھر میں اس کا نوٹس لوں گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر یہ حقیقت پر مبنی بات نہ ہوئی تو میں آپ کے نوٹس میں لے کر آؤں گی تو پھر آپ براہ مہربانی نوٹس لیجئے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں محمد اسلام اسلم کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf

جناب سپیکر: جی، آپ سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3818 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے میاں محمد اسلام اسلم کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پولیس سٹیشنز اور انسپکٹرز کی تعداد و دیگر تفصیل

*3818: میاں محمد اسلام اسلم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنے پولیس سٹیشن ہیں اور انسپکٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا موبائل پولیس اور پروٹوکول پولیس کو پٹرولنگ پولیس سے attach کیا جا سکتا ہے تاکہ تھانے میں ایس ایچ اوز کام کر سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) پنجاب میں 709 پولیس سٹیشن اور پنجاب پولیس میں انسپکٹرز کی تعداد 2120 ہے۔

(ب) پنجاب ہائی وے پٹرولنگ، پنجاب پولیس میں ایک الگ اور فعال یونٹ کے طور پر کام کر رہی ہے۔ جس کا کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم پنجاب پولیس کے دوسرے یونٹوں (ٹریفک پولیس، ایلیٹ پولیس) کی طرح مکمل طور پر علیحدہ قائم ہے جس کو موبائل پولیس اور پروٹوکول پولیس کے ساتھ attach نہیں کیا جا سکتا۔ پنجاب کے دیہی علاقوں کی شاہراؤں پر بڑھتے ہوئے جرائم کی روک تھام کے لئے اور مقامی پولیس کی معاونت کے لئے حکومت پنجاب نے 2004

میں پٹرولنگ پوسٹس قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور اس مقصد کے لئے پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کے نام سے ایک الگ فورس تشکیل دی گئی۔ پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کا عملہ عوام دوستی، فرض شناسی، احترام آدمیت اور اعلیٰ اخلاقیات کی روایت کے ساتھ خدمت سرانجام دیتے ہوئے عوام الناس کی مدد کے ساتھ ساتھ پولیس کے امیج کو مثبت طور پر تبدیل کرنے میں پیش رفت کر رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے پٹرولنگ موبائل ایک آفیسر، ایک ڈرائیور کانسٹیبل اور تین عدد مسلح کانسٹیبلان پر مشتمل ہوتی ہے جو چوبیس گھنٹوں میں تین شفٹوں میں گشت ڈیوٹی کرتی ہے۔

پنجاب ہائی وے پٹرولنگ کے بنیادی اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ شاہراؤں پر سنگین جرائم مثلاً ڈکیتی اور راہزنی کا خاتمہ اور سدباب۔

2۔ ایمرجنسی کی صورت میں عوام الناس کی مدد۔

3۔ حادثات میں زخمیوں کی دیکھ بھال اور قریبی ہسپتالوں میں منتقلی۔

4۔ موبائل ایجوکیشن کے ذریعے عوام الناس میں ٹریفک مینجمنٹ اور روڈ سیفٹی کے متعلق آگاہی پیدا کرنا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب میں 709 پولیس سٹیشن ہیں اور 2120 انسپکٹرز ہیں۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا 709 تھانوں میں 2120 انسپکٹرز تعینات ہیں؟ یہ ذرا بتا دیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ ضروری نہیں ہے کہ انسپکٹرز کو تعینات کیا جائے۔ اگر آپ پہلے آجاتے تو پارلیمانی سیکرٹری نے جو بات کی تھی وہ آپ سن لیتے۔ انہوں نے rule quote کیا ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں۔ یہ بہت اہم ضمنی سوال ہے۔ ٹھیک ہے انہوں نے بتا دیا ہے کہ جو آرٹیکل انہوں نے پڑھ کے سنایا ہے اس کے مطابق سب انسپکٹر بھی تعینات ہو سکتا ہے۔ جو کرائم کی بڑھتی ہوئی شرح ہے اس کے مطابق یہ جو 709 پولیس سٹیشن ہیں ان میں کوئی اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ضرورت کے مطابق نئے تھانے بھی بنائے جاتے ہیں، نئی چوکیاں بھی قائم کی جاتی ہیں اور آبادی کے تناسب سے تھانوں کی حدود میں نئے تھانے بھی بنائے جاتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ جو ایک کی بات ہوئی ہے۔ ضلع ساہیوال پنجاب میں ہی آتا ہے۔ اگر میں آپ کو specifically ساہیوال کا بتاؤں تو ساہیوال میں 20 سے 22 تھانے ہیں اور وہاں پر 4 انسپکٹرز ایس ایچ او تعینات ہیں اور باقی تھانوں میں انسپکٹرز کی موجودگی میں سب انسپکٹرز بطور ایس ایچ او تعینات ہیں۔ اس سے بھی ایک جو زیادہ تشویش کی بات ہے کہ جو میرا حلقہ ہے اس میں جتنے بھی تھانے آتے ہیں سب میں سب انسپکٹرز ہی ایس ایچ او تعینات ہیں اور یہ کافی عرصہ سے تعینات ہیں اور وہاں پر انسپکٹرز بھی موجود ہیں۔ یہ liking and disliking کی بنیاد پر سب ہو رہا ہے اور بتایا یہ گیا ہے کہ پولیس میں بددلی نہیں ہوتی۔ ایک طرف آپ اسے discipline force کہتے ہیں تو وہ آپ کو کیسے بتائے گا کہ وہ بددل ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔ جب لاء اینڈ آرڈر پر تقریر ہوگی تو پھر آپ اس دن ضرور بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جب انسپکٹرز موجود ہیں ان کی موجودگی میں سالہا سال سے سب انسپکٹرز ایس ایچ او تعینات ہیں۔ اس کی وجہ سے عوام کو انصاف مہیا ہونے میں تکلیف اور دیر ہو رہی ہے تو ٹھیک ہے کہ یہ پنجاب میں کچھ نہ کریں لیکن کیا یہ ساہیوال میں یہ ٹھیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کیا یہ کر دیں گے اس سے ہماری عوام الناس کو فائدہ ہوگا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! ایس ایچ او کو تعینات کرنا ڈی پی او کی اپنی discretion ہوتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ کس جگہ کون کس انداز میں بہتر طور پر بطور ایس ایچ او کام کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ انسپکٹرز کو بعض اوقات تھانوں سے بھی اہم ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں جس طرح کہ پولیس لینڈ، سی آئی اے اور سپیشل سکواڈ کا انچارج بنا دیا جاتا ہے یا کوئی اور اہم task اس کو دیئے جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سب انسپکٹر کو ایس ایچ او لگایا جاتا ہے اور انسپکٹر سے کام نہیں لیا جاتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چونکہ ہم اپنے حلقے اور علاقے کی بات کرنے کے لئے اِدھر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: بات کرنے کا طریق کار آپ کے پاس موجود ہے۔ جب آپ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں گے تو اس میں جو مرضی کہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں on the floor of the House آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میری آخری گزارش ہے۔ یہ جو سب سے اہم ٹاسک بتا رہے ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ساہیوال میں ایسے لوگ موجود ہیں جو ڈی ایس پی کی سیٹوں پر کام کر رہے ہیں یعنی انسپکٹر کو ڈی ایس پی کی جگہ پر لگایا ہوا ہے۔ ایک اہلیت اور کارکردگی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: عارضی طور پر کسی کو charge دے دیا ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Liking اور disliking پر لوگوں کو لگایا جاتا ہے۔ میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ اس چیز کو ختم کریں گے اور اس پر عملدرآمد ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، قانون کے مطابق ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف یہ بتا دیں کہ قانون کے مطابق انسپکٹر، سب انسپکٹر یا اے ایس آئی کے جو گریڈ ہیں، کیا ان کی اہلیت اور گریڈ کے مطابق تعینات کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ ضمنی سوال ہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں اور کسی طریقے سے ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو ڈی ایس پی کی جگہ پر انسپکٹر لگائے ہوئے ہیں تو یہ کب تک وہاں پر ڈی ایس پی تعینات کر دیں گے ؟

جناب سپیکر: جی، قاعدہ قانون کے مطابق وہ کام کریں گے۔آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری بتا دیں کہ کب تک اس پر عملدرآمد ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔اگلا سوال نمبر3864 جناب آزاد علی تبسم کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر عالیہ آفتاب کا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! سوال نمبر3888 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بچوں کے تحفظ کے لئے قانون کے مطابق رولز بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*3888: ڈاکٹر عالیہ آفتاب: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ بات درست ہے کہ بچوں کے تحفظ کا قانون The Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 کے دس سال گزر جانے کے باوجود اس کے رولز نہیں بن سکے ؟

(ب) کیا حکومت بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور با اختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(ج) جوینائل جسٹس سسٹم آرڈیننس 2000 کے تحت قانون سے متصادم بچوں کو ریاستی خرچ پر مفت قانونی مدد کی فراہمی کے لئے 14-2013 کے بجٹ میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں ؟

(د) گزشتہ دو سالوں کے دوران جوینائل جسٹس آرڈیننس 2000 کے تحت کتنے بچوں کو ریاستی خرچ پر مفت قانونی مدد فراہم کی گئی ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):

(الف) درست ہے لیکن چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے Punjab Destitute and Neglected Children Act 2004 کے رولز کے لئے ورکنگ شروع کی ہوئی ہے۔

(ب) جی ہاں! چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کے لئے کام شروع کر دیا ہے۔

(ج) جوینائل جسٹس آرڈیننس 2000 کے تحت چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بجٹ میں ایسی کوئی مد نہیں ہے جس کے تحت جوینائل بچوں کو قانونی مدد فراہم کرے۔

(د) ۔ایضاً۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں پوچھا ہے کہ کیا حکومت بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے جس کا انہوں نے جواب دیا ہے کہ جی ہاں، چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آزاد اور بااختیار صوبائی کمیشن برائے حقوق اطفال کے قیام کے لئے کام شروع کر دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے کیا کام ابھی شروع کیا ہے، یہ کام کہاں تک پہنچا ہے اور اس سے انہوں نے کیا کیا success حاصل کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! چیف منسٹر پنجاب نے اس سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس کی meetings لاء منسٹر رانا ثناء اللہ خان کی صدارت میں ہو چکی ہیں اور اُن کی سفارشات آنی ہیں لہٰذا ان کی سفارشات کے مطابق یہ کمیشن تشکیل دے دیا جائے گا۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! تشکیل تو دے دی گئی لیکن میں نے یہ پوچھا ہے کہ ابھی تک اس کے اوپر کیا کام ہوا ہے اور کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! وہ کمیٹی کچھ meetings کر چکی ہے اور اپنی سفارشات مرتب کر رہی ہے۔ جونہی وہ اپنی سفارشات بھیجے گی تو اس پر قانون سازی کرائی جائے گی اور ایسا کمیشن بنایا جائے گا جس طرح سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! میں نے 2014 میں یہ سوال کیا تھا اور اب 2016 آ گیا ہے تو اس دوران کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا کمیشن بنانا گورنمنٹ کا کام ہے، چیف منسٹر صاحب کی direction کے مطابق ایک کمیٹی بنائی گئی تھی جس کی meetings بھی ہو چکی ہیں اور میں محترمہ کو minutes of the meetings بھی دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! بتایا تو جائے کہ اس پر کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: .Time is over now اب کوئی ضمنی سوال نہیں ہو گا کیونکہ
Question hour is over now.

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

صوبہ میں مطلوب اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے پولیس ٹاسک فورس کا قیام و دیگر تفصیلات

*2994: جناب احمد خان بھچر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں مطلوب اشتہاریوں کو گرفتار کرنے کے لئے پولیس ٹاسک فورس قائم کی گئی ہے، اگر نہیں تو کیوں؟

(ب) پچھلے پانچ سالوں کے دوران صوبہ میں کل کتنے پولیس مقابلے ہوئے ان میں کل کتنے پولیس اہلکار شہید ہوئے اور کتنے ڈاکو مارے گئے، سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) پولیس شہداء کو کل کتنی مالی امداد دی گئی اور ان کے کل کتنے ورثاء کو نوکریاں دی گئیں۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مطلوب اشتہاریوں کی گرفتاری کے لئے حکومت پنجاب کی ہدایات کے تحت انسپکٹر جنرل آف پولیس نے عہدہ سنبھالتے ہی خصوصی مہم کا آغاز کیا اور اس مہم کی کارکردگی رپورٹ کو روزانہ کی بنیاد پر بذات خود مانیٹر کرتے ہیں۔

(ب) پچھلے پانچ سالوں میں کل 1483 پولیس مقابلے ہوئے اور ان میں 1160 ڈاکو/کرمنلز ہلاک ہوئے۔ سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

	2009	2010	2011	2012	2013
پولیس مقابلے	307	267	216	397	256
پولیس اہل کار شہید	28	37	28	29	35
ڈاکو ہلاک	253	167	127	360	253

(ج) پچھلے چھ سالوں میں پنجاب پولیس کے شہداء کے ورثاء کو مبلغ -/354,000,000 روپے دیئے گئے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

جبکہ اسٹیبلشمنٹ برانچ کی رپورٹ کے مطابق پچھلے پانچ سالوں میں شہداء کے 144 بچوں کو بھرتی کیا گیا۔

سیریل نمبر	سال	پنجاب پولیس کے شہداء کی تعداد	ایوارڈ	کل رقم
1	2009	28	28x2,000,000	-/56,00,000 روپے
2	2010	37	37x2,000,000	-/74,000,000 ورپے
3	2011	28	28x2,000,000	-/56,000,000 روپے
4	2012	29	29x2,000,000	-/58,000,000 روپے
5	2013	35	35x2,000,000	-/70,000,000 روپے
6	2014	20	20x2,000,000	-/40,000,000 روپے
	ٹوٹل	177	۔	-/354,000,000 روپے

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹس کی تفصیلات

*1146: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے نیز ڈائریکٹر جنرل کو تعینات کرنے کا طریق کار کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے؟

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر کون تعینات ہے اور ان کا تجربہ کیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹیں پیش کی گئی ہیں، ان کی کاپیاں فراہم کی جائیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا چیف ایگزیکٹو ہوتا ہے اور ڈائریکٹر جنرل کی تعیناتی کا طریق کار مجوزہ سروس رولز 2010 کے مطابق کیا جاتا ہے جس کی مجاز اتھارٹی وزیراعلیٰ پنجاب ہوتے ہیں۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی سالانہ پراگریس رپورٹ تیار کرتا ہے۔

(ج) اس وقت ڈائریکٹر جنرل کے عہدے پر محمد یثرب تعینات ہیں جو کہ بی پی ایس۔19 میں صوبائی سول سروس کے آفیسر ہیں۔

(د) بیورو کے قیام سے اب تک جتنی پراگریس رپورٹس پیش کی گئی ہیں ان کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی جانب سے والدین کے حوالے کئے گئے گمشدہ بچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1148: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے ذریعہ دوسرے شہروں، صوبوں اور دوسرے ممالک سے گمشدہ بچے یا گھروں سے بھاگے بچوں کو واپس لاکر ان کے والدین کے سپرد کیا جاتا ہے؟

(ب) مذکورہ بیورو میں کس قسم کے بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے نیز کتنی عمر تک کے بچوں کو وہاں پر لایا جاتا ہے اور کتنی عمر تک بچے ادارے کے پاس رہ سکتے ہیں؟

(ج) کیا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی عدالتیں بھی موجود ہیں اگر ہاں تو کتنی ہیں اور ان میں اب تک کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ان میں سے کتنے کیسوں کا فیصلہ ہوا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(د) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ادارے کے قیام سے اب تک کتنے بچوں کو ان کے والدین کے سپرد کیا گیا ہے، مکمل تفصیلی فہرست سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کا قیام Punjab Destitute & Neglected Children Act 2004 کے تحت عمل میں آیا اور مذکورہ ایکٹ کا عمل صرف صوبہ پنجاب تک ہے اس وقت چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے انسٹیٹیوشنز پنجاب کے سات اضلاع لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور ڈیرہ غازی خان میں موجود ہیں۔ یہ ادارے گمشدہ، گھروں سے بھاگے ہوئے بھیک مانگنے والے اور عدم توجہی کے شکار بچوں کو اپنی حفاظتی تحویل میں لیتے ہیں اور پھر چائلڈ پروٹیکشن کورٹس کے ذریعے بچوں کو ان کے والدین کے حوالے کیا جاتا ہے۔

(ب) مذکورہ ادارہ میں لاوارث، لاچار، گھر سے بھاگے ہوئے گمشدہ اور عدم توجہی کے شکار بچوں کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ مزید برآں پندرہ سال تک کی عمر کے بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا جاتا ہے اور اٹھارہ سال تک عدم توجہی کے شکار بچوں کو ادارہ ہذا کے چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشنز میں رکھا جاتا ہے۔

(ج) ضلع لاہور (ہیڈ کوارٹر) میں علیحدہ سے چائلڈ پروٹیکشن کورٹس موجود ہے جبکہ دوسرے اضلاع میں سینئر ایڈیشنل جج کی عدالت میں بچوں کو پیش کیا جاتا ہے۔ ان عدالتوں کے ذریعے بیورو کے قیام سے لے کر اب تک 25556 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا گیا ہے اور ان میں سے 25072 بچوں کو ان کے والدین / سرپرستوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(د) مذکورہ ادارے کے قیام سے لے کر اب تک 25556 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا گیا اور ان میں سے 25072 بچوں کو عدالتوں کے ذریعے بچوں کے والدین / سرپرستوں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز
کے ممبران کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1149: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران کی تعداد کیا ہے نیز موجودہ بورڈ آف گورنرز کے ممبران کے نام بتائے جائیں؟

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک جتنے چیئرپرسن رہ چکے ہیں ان کے ناموں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بیورو میں چیئرپرسن کو صوابدیدی اختیارات بھی حاصل ہوتے ہیں، اگر ہاں تو کس قسم کے حاصل ہوتے ہیں؟

(د) کیا صوبائی اسمبلی پنجاب کے تین ممبران بھی بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں، اگر ہاں تو اس وقت کون سے صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران بورڈ آف گورنرز کے رکن ہیں، ان کے نام بتائے جائیں؟

(ہ) کیا صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئرپرسن ہو سکتا ہے؟

(و) کیا بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے پاس کمیٹیاں بنانے کا اختیار ہے اگر ہاں تو کب تک، کتنی کمیٹیاں تشکیل دی جا چکی ہیں، ہر کمیٹی کے اراکین کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے ایون کو آگاہ کیا جائے؟

(ز) کیا ان کمیٹیوں کو بورڈ کی طرف سے اختیارات بھی منتقل کئے جاتے ہیں، اگر ہاں تو کس قسم کے اختیارات منتقل کئے جاتے ہیں؟

(ح) کیا بورڈ آف گورنرز ہر ضلع میں سپیشل کمیٹیاں بھی تشکیل دیتا ہے اگر ہاں تو ہر ضلع کی کمیٹی کے اراکین کے ناموں کے ساتھ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے بورڈ آف ممبران کی تعداد 18 ہے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے قیام سے اب تک 2 چیئرپرسن رہ چکی ہیں۔

1۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر 2۔ شہزادی عمرزادی ٹوانہ

(ج) چیئرپرسن کو صوابدیدی اختیارات حاصل نہیں ہیں چیئرپرسن صرف بورڈ آف گورنرز کی طرف سے دیئے گئے اختیارات استعمال کر سکتے ہیں۔

(د) جی ہاں! صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران بورڈ آف گورنرز کے رکن ہوتے ہیں نام درج ذیل ہیں۔

1۔ مسز صبا صادق 2۔ مس موش سلطانہ 3۔ ملک محمد احمد خان

(ہ) جی ہاں! صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران میں سے بھی بورڈ آف گورنرز کا چیئرپرسن ہو سکتا ہے۔

(و) بیورو کے بورڈ آف گورنرز کے پاس کمیٹیاں بنانے کا اختیار ہے کیونکہ بورڈ آف گورنرز متحرک نہیں تھا اس لئے کوئی کمیٹی تشکیل نہیں دی گئی۔

(ز) بورڈ متحرک نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک کوئی اختیارات منتقل نہ کئے گئے ہیں۔

(ح) چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن گوجرانوالہ ،سیالکوٹ، فیصل آباد، ملتان اور راولپنڈی میں ADNC Act کی دفعہ 12 کے تحت فوکل پرسن تعینات کئے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ توفیق بٹ ایم پی اے گوجرانوالہ 2۔ شجاع پاشا، سیالکوٹ

3۔ نجمہ افضل ایم پی اے فیصل آباد 4۔ حمزہ شاہد لودھی ملتان

5۔ راحیلہ یحییٰ ایم پی اے راولپنڈی

شیخوپورہ: پی پی-166 میں تھانہ جات کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1198: جناب فیضان خالد ورک: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-166 شیخوپورہ میں پولیس کے کتنے تھانہ جات اور چوکیاں موجود ہیں؟

(ب) ان تھانہ جات اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تعداد اور نام، عہدہ، گریڈ وار بتائیں؟

(ج) سال 2012 سے آج تک ان تھانہ جات میں کون کون سے جرائم کی ایف آئی آرز درج ہوئیں اور کتنی ایف آئی آرز زیر التواء ہیں اور کتنی میں فیصلہ ہو چکا ہے، تفصیل ایف آئی آر تھانہ اور چوکی وار الگ الگ فراہم کریں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی۔166 شیخوپورہ میں کل تین تھانہ جات اور پانچ چوکیاں ہیں۔

(ب) ان تھانہ جات اور چوکیوں میں تعینات عملے کی تعداد اور نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال2012 سے آج تک ان تھانہ جات میں جو کرائم سرزد ہوئے اور جو ایف آئی آر درج ہوئی ہیں تھانہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*2523: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے سال2010 کے دوران بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

(ب) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے سال2010 کے دوران کس کس گریڈ میں بھرتی کی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) 1) 2010 میں454 بچوں کو حفاظتی تحویل میں لیا گیا۔

2) 2010 میں629 بچوں کو والدین کے حوالے کیا گیا۔

3) پبلک مقامات مثلاً ہسپتالوں، تھانوں، پارکوں، بس سٹینڈز وغیرہ پر گم شدہ بچوں کے حوالے سے بورڈز آویزاں کئے گئے۔

4) 2010 میں چائلڈ پروٹیکشن میں موجود بچوں کو تعلیم، صحت، لباس، خوراک اور کھیل جیسی سہولیات مہیا کی گئیں۔

5) وارڈنز اور سرکاری غیر سرکاری اداروں کے لوگوں سے تربیتی ورکشاپس کی گئی۔

6) بچوں سے بھیک منگوانے کے خلاف سڑکوں پر آگاہی مہم کے لئے بروشر تقسیم کئے گئے۔

7) 2010 میں مختلف گینگ کے خلاف کارروائی کی گئی جو بچوں سے بھیک منگواتے تھے۔

ان اقدامات کے علاوہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے حال ہی میں درج ذیل اقدامات بھی کئے ہیں:

1) بچوں کو ان کے والدین / عزیز و اقارب سے ماہانہ بنیادوں پر ملوانے کے لئے اقدامات کئے گئے۔
2) بچوں کی غیر نصابی سرگرمیوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے بچوں کے مختلف مقامات پر تفریحی دوروں کے انتظامات کئے گئے۔
3) بچوں کو دینی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ نعیمیہ لاہور کے تعاون سے دینی تعلیمات کے حصول کا آغاز کیا گیا۔
4) سپیشل بچوں کی بہتری کے لئے سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ میٹنگز کی گئیں۔
5) پراسیکیوشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بچوں کے لئے ایک پراسیکیوٹر کی خدمات حاصل کی گئیں۔
6) پنجاب انفارمیشن آف ٹیکنالوجی بورڈ کے ساتھ مل کر چائلڈ ہیلپ لائن 1121 کو زیادہ مؤثر اور فعال بنانے کے لئے اقدامات کئے گئے۔

(ب) ضلع لاہور میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو نے سال 2010 کے دوران 1 تا 5 گریڈ میں بھرتی کی، لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: موٹر سائیکل اور کار چور گینگ پکڑنے کی تفصیلات

*2528: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 2011 کے دوران ضلع لاہور میں کل کتنے موٹر سائیکل اور کار چور گینگ پکڑے گئے؟

(ب) سال 2011 کے دوران ضلع لاہور میں پکڑے گئے موٹر سائیکل چور گینگ سے کل کتنی موٹر سائیکلیں برآمد ہوئیں؟

(ج) سال 2011 کے دوران پکڑے گئے موٹر سائیکل چور گینگ کے کتنے ملزمان کو سزائیں ہوئیں، کتنے بری ہوئے اور کتنے چوروں کے ریمانڈ حاصل کر کے ان کے کیس عدالتوں میں زیر سماعت ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 2011 میں پانچ کار چور گینگ کے 23 ممبران گرفتار کر کے 72 مقدمات ٹریس کئے گئے سال 2011 میں 14 موٹر سائیکل چور گینگ کے 60 ممبران گرفتار کر کے 197 مقدمات ٹریس کئے گئے۔

(ب) سال2011 میں پکڑے جانے والے موٹر سائیکل چور گینگز سے65 موٹر سائیکلز اور نقد رقم 1107200روپے برآمد کی گئی اس کے علاوہ سال 2011 میں گرفتار ہونے والے کار چور گینگز سے30 وہیکلز اور نقد رقم مبلغ5130000 روپے برآمد کی گئی۔

(ج) سال2011 میں پکڑے گئے موٹر سائیکل چور گینگ ملزمان کی تعداد1830 ہے جبکہ سزا یافتہ ملزمان کی سزا370، بری ملزمان کی تعداد330 اور1761 ملزمان کے ریمانڈ ہوئے جبکہ 1095 ملزمان کے کیسز زیر سماعت عدالت ہیں۔

ضلع فیصل آباد: بجٹ کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*3124: میاں طاہر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ پولیس ضلع فیصل آباد کو کتنی رقم سال12۔2011 اور13۔2012 کے دوران فراہم کی گئی، تفصیل مدوار بتائیں؟

(ب) اس میں سے کتنی رقم انتظامی امور پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم سے سامان خرید کیا گیا؟

(ج) ان سالوں کے دوران سرکاری گاڑیوں، موٹر سائیکل کی مرمت، خرید اور ان کے تیل کی خرید پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم خورد برد ہونے کا انکشاف ہوا؟

(ہ) اس خورد برد کی انکوائری کروائی گئی تو ہر انکوائری کی تفصیل اور ذمہ داران کے خلاف جو ایکشن لیا گیا، اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) (i) فراہم کردہ رقم سال12۔2011 — 258,523,232/۔روپے

(ii) فراہم کردہ رقم سال13۔2012 — 338,017,895/۔روپے

(iii) تفصیل مدوار چٹھی ہذا ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل مدوار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

(i)	مرمت خرید پرزہ جات سرکاری گاڑیاں، موٹر سائیکل سال12۔2011	Rs.12,353,800 روپے
(ii)	مرمت خرید پرزہ جات سرکاری گاڑیاں، موٹر سائیکل سال13۔2012	12,504,727/۔روپے
(iii)	خریداری تیل سال12۔2011	158608489/۔روپے

(iv) خریداری تیل سال 13-2012 -/220777068 روپے

(د) کوئی نہیں۔

(ہ) رقم خورد برد نہ ہوئی ہے اس لئے انکوائری نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی ذمہ دار ہے۔

پی پی-243 ڈی جی خان: تھانہ جات اور عمارات سے متعلقہ تفصیلات

*3430: جناب احمد علی خان دریشک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-243 ڈی جی خان میں واقع کتنے تھانہ جات کی اپنی عمارات ہیں اور کون کون سے تھانہ جات کرایہ کی عمارات میں چل رہے ہیں اور ان کا کتنا کرایہ سال 13-2012 کے دوران ادا کیا گیا؟

(ب) اگر حکومت ان تھانہ جات کی اپنی عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) ان تھانہ جات کے لئے 13-2012 اور 14-2013 کے دوران کتنی کتنی گرانٹ کس کس مد کے لئے فراہم کی گئیں؟

(د) ان تھانہ جات نے مذکورہ عرصہ کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر کتنے اخراجات کئے، تھانہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) حلقہ پی پی-243 پانچ تھانہ جات پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں۔

(i)	تھانہ صدر (سرکل سٹی)	(ii)	تھانہ گدائی (سرکل سٹی)
(iii)	تھانہ دراہمہ (سرکل صدر)	(iv)	تھانہ کوٹ مبارک (سرکل صدر)
(v)	تھانہ چوٹی (سرکل کوٹ چھٹہ)		

حلقہ پی پی-243 میں موجود تمام تھانہ جات اپنی سرکاری عمارات میں کام کر رہے ہیں ماسوائے تھانہ گدائی کے جو کہ مورخہ 11-07-24 کو قائم ہوا اور کرایہ کی عمارت میں کام کر رہا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1-	01-07-12 تا 31-01-13	-/16500 روپے ماہانہ
2-	01-02-13 تا 30-03-14	تھانہ صدر کی عمارت میں کام کرتا رہا۔
3-	01-04-14 تا حال	-/16500 روپے ماہانہ

تھانہ گدائی کی غیر سرکاری عمارت کا ماہانہ کرایہ مبلغ ۔/16500روپے باقاعدگی سے ادا کیا جارہاہے۔

(ب) تھانہ گدائی کی عمارت کے رقبہ کے حصول کے لئے جناب ڈی سی او صاحب ڈیرہ غازی خان سے خط وکتابت جاری ہے۔

(ج) حلقہ پی پی۔243 کے تھانہ جات کو کسی مد میں کوئی رقم فراہم نہیں کی گئی۔

(د) سال 14۔2012 میں جن گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل پر سال وار رقم خرچ ہوئی ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد: تحصیل جھمرہ میں تھانہ جات میں اندراج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

*3864: جناب آزاد علی تبسم: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل جھمرہ ضلع فیصل آباد کے تھانہ جات میں جون 2013 سے اب تک ڈکیتی، راہزنی، چوری کی کتنی وارداتوں کے مقدمات کا اندراج ہوا۔ تھانہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان کو اب تک گرفتار کیا گیا۔ مقدمہ وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے مقدمات ایسے ہیں جن کے ملزمان کو اب تک گرفتار نہیں کیا گیا، اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) مذکورہ تحصیل میں مندرجہ بالا عرصہ کے دوران اغواء برائے تاوان کے کتنے مقدمات کا اندراج ہوا اور کتنے مقدمات میں ملزمان گرفتار ہوئے؟

(ہ) اغواء برائے تاوان کی وارداتوں کو روکنے کے لئے متعلقہ پولیس نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے اور ان اقدامات سے اغواء کی وارداتوں میں کتنی کمی واقع ہوئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) تھانہ چک جھمرہ میں جون 2013 سے اب تک چوری، ڈکیتی، راہزنی کے 148 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے جبکہ تھانہ ساہیانوالہ میں 62 مقدمات درج رجسٹر ہوئے ہیں۔

(ب) ان مقدمات میں گرفتار ملزمان کی مقدمہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تھانہ چک جھمرہ جن میں جون سال 2013 سے لے کر آج تک چوری، راہزنی اور ڈکیتی کے 49 مقدمات ایسے ہیں جس میں نامعلوم ملزمان ملوث ہیں جو تاحال ٹریس نہ ہوئے ہیں جن کی گرفتاری بقایا ہے اور 21 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ اسی طرح تھانہ ساہیانوالہ میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کے 20 مقدمات درج رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ جن میں نامعلوم ملزمان ملوث ہیں جن کی گرفتاری بقایا ہے۔ نامعلوم ملزمان کو ٹریس کر کے گرفتار کرنے کے لئے مخبر مامور کئے گئے ہیں ان کو ٹریس کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جارہی ہے اور 10 مقدمات جھوٹے اور بے بنیاد پائے جانے پر خارج کئے گئے ہیں جبکہ 12 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ انشاء اللہ جلد از جلد ملزمان کو ٹریس کر کے گرفتار کیا جا کر مقدمات کو یکسو کیا جائے گا۔ ملزمان نامعلوم ہونے کی وجہ سے ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہ لائی جا سکی ہے جبکہ مقدمات جن میں ملزمان نامزد ہیں وہ بخوف گرفتاری اپنے مسکن کو تالے لگا کر نامعلوم مقام پر منتقل ہو چکے ہیں جن کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 87 ض۔ف عمل میں لا کر چالان زیر دفعہ 512 ض ف مرتب کیا گیا جن کی گرفتاری کے لئے ریڈز کئے جا رہے ہیں۔

(د) تحصیل چک جھمرہ میں اس عرصہ کے دوران 1 مقدمہ اغواء برائے تاوان درج رجسٹرڈ ہوا جس میں تین ملزمان ملوث تھے جو کہ پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوئے جبکہ ملزمان سے تاوان کی رقم بھی برآمد ہو چکی ہے۔

(ہ) اغواء برائے تاوان کے واقعات کی روک تھام اور علاقہ مکینوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے مقامی پولیس نے چوری، ڈکیتی اور اغواء برائے تاوان کی وارداتوں میں ملوث ریکارڈ یافتہ گان کے خلاف روزانہ کی بنیاد پر ایس پی، ٹاؤن اور متعلقہ SDPO کی سربراہی میں چھوٹے اور بڑے ریڈ کئے جا رہے ہیں۔ ناکہ بندی پوائنٹ بنائے گئے ہیں جہاں پر مشکوک افراد کو چیک کیا جاتا ہے۔ مؤثر گشت عمل میں لائی جا رہی ہے۔ نیز جرائم کی روک تھام کے لئے مخبران اور مختلف انفارمیشن حاصل کرنے کا نظام بھی بنایا ہوا ہے۔ ایک مقدمہ جو کہ اس سال میں درج رجسٹر ہوا جس میں ملوث ملزمان پولیس مقابلہ میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پولیس کی مؤثر حکمت عملی کے باعث اس کے بعد اغواء برائے تاوان کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

پنجاب پولیس کی تنخواہوں اور کارکردگی سے متعلقہ تفصیلات

*3912: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں 100 فیصد اضافہ اس لئے کیا گیا کہ ان کی کارکردگی بہتر ہو سکے اور جرائم میں کمی لائی جا سکے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبے میں بڑھتے ہوئے جرائم پولیس اہلکاروں کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے (الف و ب) کے جواب اثبات میں ہیں تو ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے کوئی عملی اقدامات اٹھائے ہیں اور وہ اقدامات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب پولیس آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جرائم کی بیخ کنی کر رہی ہے۔ چونکہ چند سالوں سے مذہبی منافرت اور دہشت گردی اور دیگر factors کی وجہ سے پنجاب پولیس کی کارکردگی بابت معاشرتی جرائم کی شرح بہت کم ہے۔ مزید برآں دن بدن بڑھتی ہوئی آبادی کی شہروں کو نقل مکانی اور بے روزگاری کی وجہ سے سٹریٹ کرائم میں اضافہ نظر آتا ہے۔ تاہم پولیس اپنی حد مقدور کوششوں سے جرائم کو کم کرنے میں کوشاں ہے۔

جہاں تک تنخواہوں میں اضافہ کا تعلق ہے تو اس کو جرائم کے ساتھ منسلک کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کا پولیس کی کارکردگی سے کوئی تعلق ہے۔ پوری دنیا میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور دیگر عوامل کی وجہ سے اور پولیس فورس کی ڈیوٹی کی مناسبت سے تنخواہوں میں اضافہ ناگزیر تھا جو حکومت وقت نے پولیس کی کارکردگی اور جانفشانی کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔ پنجاب پولیس اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جرائم میں کمی اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کوشاں ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب آبادی کے لحاظ سے اور کاروباری و صنعتی طور پر پورے پاکستان میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے دن بدن آبادی میں اضافہ اور شہروں میں نقل مکانی کا عمل جاری ہے اور دوسرے صوبوں اور دیہی علاقوں سے بے روزگار افراد پنجاب کا رخ کر رہے ہیں جس کی بناء پر پنجاب پولیس کی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔ مزید برآں جہادی و غیر ملکی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کی وجہ سے پنجاب پولیس کی کارکردگی میں فرق پڑا ہے

اور چھوٹے جرائم میں معمولی اضافہ ہوا ہے مگر ان سب عوامل کے باوجود پولیس کی کارکردگی کو ناقص نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم ذاتی ناقص کارکردگی پر پولیس افسران کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی بھی عمل میں لائی جاتی ہے اور سزائیں دی جاتی ہیں۔

(ج)

1. محکمہ پولیس پنجاب کے ملازمین صوبہ میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے شبانہ روز کوشاں ہیں اور اپنی خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے دینے سے بھی گریزاں نہ ہیں۔ اسی جذبے کے تحت 2009 میں محکمہ پولیس کے 92 ملازمین 2010 میں 60 ملازمین، 2011 میں 61 ملازمین، 2012 میں 49 ملازمین اور 2013 میں 37 پولیس ملازمین اپنے فرائض منصبی سرانجام دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ایسی مثالیں ملک کے کسی اور محکمہ میں موجود نہ ہیں کہ جب محکمہ پولیس کے افسران اور ماتحتان مل کر دہشت گردوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنانے کے لئے منظم اور پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر آپریشن کرتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے ملک وقوم کی سلامتی کے لئے پیش کرتے ہیں۔
2. اچھی کارکردگی پر محکمہ پولیس کے ملازمین کو سراہا جاتا ہے لیکن ناقص کارکردگی پر انہیں بڑی اور چھوٹی سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں پنجاب پولیس کے تمام ملازمین کو سخت احتسابی عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ پنجاب پولیس میں inspection and vigilance کے شعبہ میں کسی بھی اہلکار کی ناقص کارکردگی پر فوری سزائیں دینے کا مؤثر نظام موجود ہے۔
3. ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی اور جرائم کے پیش نظر موجودہ حکومت پولیس ملازمین کی اخلاقی اور پیشہ وارانہ استعداد کار کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کے لئے مؤثر، ٹھوس اور جامع حکمت عملی پر عملدرآمد کروا رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے پولیس کی استعداد کار بڑھانے کے لئے ترکی کے پولیس افسران کے ساتھ ایک ریسرچ گروپ قائم کیا ہے جو پنجاب پولیس کو جدید تقاضوں پر استوار کرنے کے لئے تجاویز مرتب کر رہا ہے۔ اس سلسلے میں کرائم سین انوسٹی گیشن تربیت یافتہ سیل لاہور اور ساہیوال میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کر دیا گیا ہے۔
4. تھانوں کو جدید سہولیات سے آراستہ کرنے کے سلسلہ میں "ماڈل پولیس پراجیکٹ" کو feedback mechanism کے ساتھ monitor کیا جا رہا ہے۔
5. پنجاب پولیس کو جدید آلات سے آراستہ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلے میں ایک پراجیکٹ C3-1 پر کام جاری ہے جس کے تحت جدید کیمروں کے ذریعے اور کمانڈ کنٹرول سسٹم کو Integrate کر کے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے گا۔ C3-1 کو پنجاب کے دوسرے بڑے اضلاع کے اندر بھی شروع کیا جائے گا۔

6. تاہم یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس میں استعداد کار اور تھانوں کی کارکردگی اور سہولیات کو بہتر کرنے میں بہت زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں مزید فنڈز کا اجراء کیا جانا مناسب ہوگا۔ تھانوں کی حالت زار کو بہتر کرکے کارکردگی مزید بہتر کی جاسکتی ہے۔

چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے سنٹرز بڑھانے سے متعلقہ تفصیلات

*3914: محترمہ باسمہ چودھری: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں چائلڈ پروٹیکشن بیورو کے زیر انتظام سنٹرز کی تعداد 2011 میں پانچ تھی، اس تعداد کو بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سنٹروں میں رکھے گئے بچوں کی تعداد صوبے کی آبادی کے لحاظ سے حیران کن حد تک کم ہے اور اگر ایسا ہے تو کیا چائلڈ پروٹیکشن بیورو اور اس کے ماتحت سنٹرز اپنے قیام کے اغراض و مقاصد میں بری طرح ناکام نہیں ہوئے؟

(ج) کیا حکومت ایسے اقدامات کرے گی جس سے زیادہ سے زیادہ محروم (destitute) عدم توجہ (neglected) اور لاوارث بچوں کو سنٹرز میں رکھا جائے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی! یہ درست ہے کہ اس تعداد کو بڑھانے کے لئے رحیم یار خان میں چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوشن کی تعمیر آخری مراحل میں ہے جبکہ بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں سرکاری زمین حاصل کرلی گئی ہے اور ان ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں یہ سکیمیں سال 15-2014 ADP میں منظور ہوچکی ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو اپنے قیام سے 27151 بچوں کو تحویل میں لے چکا ہے اور 26516 کو ان کے والدین کے ساتھ reunite کروا چکا ہے۔ مزید بہتری کی جانب مثبت اقدام کئے جارہے ہیں۔

(ج) رحیم یار خان میں ادارہ مکمل ہورہا ہے، ڈی جی خان، بہاولپور، ساہیوال سنٹر مالی سال 15-2014 بنانے کی سکیم منظور ہوچکی ہیں اس سے زیادہ محروم عدم توجہی لاوارث بچوں کو ان سنٹرز میں رکھا جائے گا۔

گوجرانوالہ: محکمہ پولیس کے تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*4183: چودھری اشرف علی انصاری: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے کس کس تھانہ کی حدود میں جنوری 2012 سے آج تک چوری ڈکیتی، راہزنی، قتل اور اقدام قتل کی کتنی ایف آئی آر ز کا اندراج کیا گیا، تھانہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، کتنے مفرور ہیں نیز مفرور ملزمان کو اب تک گرفتار نہ کرنے کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) گرفتار ملزمان سے اب تک کتنا سامان ونقدی برآمد کرلی گئی ہے؟

(د) مذکورہ وارداتوں میں محکمہ پولیس کے کون کون سے اہلکاران کو اعلیٰ کارکردگی پر انعامات سے نوازا گیا؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے تھانہ جات کی حدود میں جنوری 2012 سے آج تک چوری،ڈکیتی، راہزنی، قتل اور اقدام قتل کے ذیل مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ وارداتوں میں 15367 ملزمان گرفتار ہوئے، 1298 مفرور ہیں اور بیشتر مقدمات نامعلوم ملزمان کے خلاف درج ہوتے ہیں تاہم تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مفرور ملزمان کو گرفتار کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

(ج) گرفتار ملزمان سے اب تک 58,43,93,587 روپے کا مالیتی سامان ونقدی برآمد کرلی گئی ہے۔

(د) محکمہ پولیس کے درج ذیل اہلکاران کو اعلیٰ کارکردگی پر انعامات سے نوازا گیا۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	انعام
1	محمد افضل	انسپکٹر	-/10000
2	عاصم شہزاد	سب انسپکٹر	-/5000
3	محمد عاطف	سب انسپکٹر	-/5000
4	غلام فرید	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-/5000
5	خاور حسین	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	-/5000

6	محمد سلیم	ہیڈ کانسٹیبل	-/5000
7	شہزادہ کامران	ہیڈ کانسٹیبل	-/5000
8	عمر کاشف	کانسٹیبل	-/20000
9	زاہد کامران	کانسٹیبل	-/5000
10	زاہد الحسن	کانسٹیبل	-/5000
11	عدنان احمد	کانسٹیبل	-/5000
12	ذوالفقار احمد	کانسٹیبل	-/5000

گوجرانوالہ میں کار، موٹر سائیکل چوری کی وارداتوں سے متعلقہ تفصیلات

*4184: چوہدری اشرف علی انصاری: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ کے کس کس تھانہ کی حدود میں جنوری 2012 سے آج تک کار، موٹر سائیکلز چوری کرنے یا چھیننے کی کتنی وارداتیں درج ہوئیں؟

(ب) مذکورہ وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے؟

(ج) آج تک کتنی کار / موٹر سائیکلز برآمد ہو چکی ہیں اور ان میں سے کتنی اصل مالکان تک پہنچا دی گئی ہیں؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ کار / موٹر سائیکلز برآمد کرنے کے بعد پولیس ملازمین اصل مالکان تک پہنچانے کی بجائے اپنے زیر استعمال رکھتے ہیں یا عزیز و اقرباء کو استعمال کے لئے دے دیتے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مختلف تھانوں کی حدود میں جنوری 2012 سے آج تک کار، موٹر سائیکلز چوری کرنے یا چھیننے کی وارداتیں ہوئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ وارداتوں میں ملوث 3817 ملزمان گرفتار ہوئے۔

(ج) آج تک 77 کاریں / 1629 موٹر سائیکلز برآمد ہوئیں جو تمام اصل مالکان تک پہنچا دی گئی ہیں۔

(د) یہ بات درست نہ ہے کہ برآمد شدہ گاڑیاں کار / موٹر سائیکل پولیس ملازمان خود استعمال کر رہے ہیں یا ان کے عزیز و اقارب استعمال کر رہے ہیں۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: چک نمبر 438ج ب اور چک نمبر 437ج۔ب کے چوک پر پولیس چوکی کا قیام ودیگر تفصیلات

*4243: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 438ج ب اور چک نمبر 437ج ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی باؤنڈری وال پر واقع ایک چوک ہے جو ایک چھوٹا کاروباری اڈا بن چکا ہے جس سے تقریباً15 سے بیس دیہات منسلک ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 438ج ب بھوآنہ اڈا تھانہ صدر گوجرہ اور تھانہ صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تقریباً20 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے جس کی وجہ سے پولیس گشت کا نظام بہت مشکل ہے اور عوام کو شکایت کے لئے طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقہ میں راہزنی اور ڈکیتی کی وارداتوں کی شرح بہت زیادہ ہے؟

(د) کیا لوگوں کی جان ومال کے تحفظ اور مشکلات کے ازالے کے لئے حکومت 438ج ب بھوآنہ اڈا تحصیل گوجرہ اڈا پر پولیس چوکی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر 438ج ب اور چک نمبر 437ج ب تحصیل گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی باؤنڈری وال پر واقع ایک چوک ہے۔اس چوک میں لوگوں نے اپنے روزگار کے لئے دکانات بنا رکھی ہیں جن کی حفاظت کے لئے مالکان خود بھی ان دکانات میں سوتے ہیں۔مزید متعلقہ تھانہ کی ایگل اور موبائل پٹرولنگ رات کو اس چوک میں گشت کرتی ہیں۔مذکورہ علاقہ میں جرائم کی شرح کم ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ 438ج ب بھوآنہ اڈا تھانہ صدر گوجرہ اور تھانہ صدر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے تقریباً20 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس علاقہ کے لوگوں کی جان ومال کی حفاظت اور

جرائم کی روک تھام کے لئے پولیس ایگل اور موبائل کے ذریعے اس علاقہ میں گشت کے نظام کو مؤثر بنایا گیا ہے تاکہ کسی قسم کے ناخوشگوار واقعہ سے بچا جاسکے۔

(ج) دوران سال 2014 اس علاقہ میں ڈکیتی اور راہزنی کی بابت کوئی واردات نوٹس میں نہ آئی ہے۔تاہم اس علاقہ میں گشت کے نظام کو یقینی بنایا گیا ہے۔

(د) اندریں حالات اس علاقہ میں پولیس چوکی کے قیام کی ضرورت نہ ہے۔

تھانہ مروٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4349: جناب محمد نعیم انور: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں تھانہ مروٹ جو کہ محکمہ ریلوے کی پرانی بوسیدہ بلڈنگ جو دو کمروں پر مشتمل ہے، پاکستان بننے سے قبل سے قائم ہے؟

(ب) کیا حکومت تھانہ کو بلڈنگ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔284 تحصیل فورٹ عباس میں تھانہ مروٹ محکمہ ریلوے کی پرانی بلڈنگ میں قائم ہے۔

(ب) اے آئی جی ڈویلپمنٹ سی پی او کی رپورٹ کے مطابق متعلقہ ضلع کی جانب سے PC-I/RCE برائے تعمیر بلڈنگ تھانہ مروٹ تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر دفتر ہذا مورخہ جون 2014 کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 15۔2014 میں شامل کرنے کے لئے وصول ہوا جبکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 15۔2014 مکمل ہو چکا ہے لہٰذا تھانہ ہذا کو آئندہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 16۔2015 میں شامل کرنے کے لئے تحرک کیا جائے گا۔

لاہور میں ون ویلنگ سے متعلقہ تفصیلات

*4483: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی تمام سڑکوں خصوصاً نہر کے ساتھ نوجوان لڑکے موٹر سائیکلوں پر ون ویلنگ کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان واقعات کی روک تھام کے لئے پنجاب اسمبلی سے ایک قانون بھی پاس ہوا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت مروجہ قوانین پر عملدرآمد کرانے، ان واقعات کی روک تھام کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے ؟

(د) کیا حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ جس تھانے کی حدود میں ون ویلنگ ہو اس تھانے کے ایس ایچ او کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے تاکہ ان واقعات کی مکمل روک تھام ہو سکے ؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ لاہور میں بعض سڑکوں پر نوجوان ون ویلنگ کرتے ہیں۔ لاہور میں سٹی ٹریفک پولیس لاہور نے 2010 سے 2014-06-22 تک ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف 471 مقدمات مختلف پولیس سٹیشنز میں درج کروائے ہیں اور تمام فیلڈ سٹاف کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ آئندہ بھی ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(ب) درست ہے کہ 2006 میں ون ویلنگ کے خلاف ایک قانون پاس ہوا تھا جس پر عملدرآمد یقینی بناتے ہوئے سٹی ٹریفک پولیس لاہور اور ڈسٹرکٹ پولیس کے باہمی تعاون سے سپیشل ٹیمیں تشکیل دی جاتی ہیں جو ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز کارروائی عمل میں لاتی ہیں۔ یہ بات درست نہیں کہ پنجاب اسمبلی کے منظور کردہ قانون پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

(ج) لاہور میں سٹی ٹریفک پولیس لاہور نے 2010 سے 2014-06-22 تک ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف 471 مقدمات مختلف پولیس سٹیشنز میں درج کروائے ہیں اور تمام فیلڈ سٹاف کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ آئندہ بھی ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف بلاامتیاز حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(د) جی ہاں! لاہور میں ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف پولیس قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لاتی ہے۔ تاہم جمعہ، ہفتہ اور اتوار کی رات کو شہر کی اہم شاہراہوں پر خصوصی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ بالخصوص کینال روڈ کے دونوں اطراف، مین بلیوارڈ گلبرگ، قذافی سٹیڈیم اور دیگر کشادہ سڑکوں پر خصوصی پٹرولنگ کی جاتی ہے اور ون ویلنگ کرنے والوں کے خلاف

مقدمات درج کئے جاتے ہیں ان کے موٹر سائیکل قبضہ میں لئے جاتے ہیں۔ اگر کسی علاقہ میں ایس ایچ او کی غفلت یا لاپرواہی پائی جائے تو اس کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع لاہور میں تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*4582: محترمہ حنا پرویز بٹ: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع لاہور کے تھانہ جات میں سٹاف ان کی strength کے مطابق ہے، اگر نہیں ہے تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت پنجاب اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرتے ہوئے مذکورہ سٹاف ان کی strength کے مطابق فوری پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان تھانہ جات میں سٹاف کی کمی کی وجہ سے جرائم کی شرح میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) قلمی ہے کہ اسمبلی سوال ہذا کی بابت انسپکٹر اسٹیبلشمنٹ دفتر زیر دستخطی سے تحریری رپورٹ حاصل کی گئی ہے جو تحریر ہے کہ ضلع لاہور کے تمام تھانہ جات میں لاء اینڈ آرڈر اور انوسٹی گیشن ضروریات کے پیش نظر اس کی تقسیم کی جاتی ہے ضلع لاہور کی ٹوٹل نفری کی تفصیل ذیل ہے۔

نوعیت	INSP	SI	ASI	HC	FC
منظوری نفری ضلع لاہور	200	1308	1898	3117	20302
موجودہ نفری ضلع لاہور	244	1402	1930	3077	20002
کمی نفری	+44	+94	+32	−40	−300

(ب) تھانہ جات میں تعینات نفری کے علاوہ لاہور میں سکیورٹی ڈویژن، انوسٹی گیشن ونگ مع سی آئی اے بھی قائم ہے ملازمان جن میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں تمام تھانہ جات کو ان کی منظوری / ضروریات کے مطابق نفری فراہم کی جاتی ہے۔ پنجاب حکومت کمی نفری کو پورا کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً قواعد کے مطابق بھرتی کرتی رہتی ہے۔

(ج) پولیس اپنے موجودہ سٹاف کے ساتھ جرائم کی بیخ کنی کے لئے ہر ممکن کوششیں کر رہی ہے اور جرائم کی شرح میں خاطر خواہ کمی بھی واقع ہوئی ہے۔

پنجاب بھر میں قائم تھیٹرز کی مانیٹرنگ سے متعلقہ تفصیلات

*4917: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پنجاب بھر میں قائم تھیٹرز کی مانیٹرنگ کا کوئی نظام وضع کیا گیا ہے یا نہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مانیٹرنگ سسٹم کی ہیت ترکیبی کیا ہے اس کام پر مامور افراد کے انتخاب کے لئے کیا معیار مقرر کیا گیا ہے؟

(ج) کیا مانیٹرنگ کے اس نظام میں سماجی، سیاسی اور سول سوسائٹی کے افراد کو شامل کیا گیا ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ڈرامیٹک پرفارمنس ایکٹ 1876 اور رولز آف بزنس 1974 کے تحت پنجاب بھر میں تھیٹرز کے لائسنس اور مانیٹرنگ کا اختیار محکمہ داخلہ کے سپرد ہے۔ محکمہ داخلہ نے تھیٹرز کی مانیٹرنگ کے لئے ہدایات اور ایس او پیز تفصیل سے جاری کئے ہیں جن کے تحت تمام اضلاع کے ڈی سی اوز تھیٹرز کی مانیٹرنگ کرتے ہیں۔ ہدایات اور ایس او پیز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس سلسلے میں سنسر ریہرسل کمیٹی قائم کی گئی ہے جس میں محکمہ داخلہ، ڈی سی او اور آرٹ کونسل کے افسران شامل ہیں۔

(ج) ہر ضلع کی امن کمیٹی کا ایک فرد سنسر ریہرسل کمیٹی کا ممبر ہے۔

فیصل آباد میں تھانہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*5102: محترمہ مدیحہ رانا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے تھانہ جات ہیں اور کس کس علاقہ میں ہیں؟

(ب) کتنے تھانہ جات سرکاری عمارات اور کتنے پرائیویٹ عمارات میں قائم ہیں؟

(ج) سال 13-2012 کے دوران ضلع ہذا کے کس کس تھانہ کی عمارت کی تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) حکومت اس ضلع کے کس کس تھانہ کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل تھانہ جات کی تعداد 40 ہے اور کس کس علاقہ میں ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 37 تھانہ جات سرکاری عمارات میں ہیں جبکہ تین تھانہ جات تھانہ مدینہ ٹاؤن، منصورہ آباد اور نشاط آباد کرایہ کی بلڈنگ میں ہیں۔

(ج) سال 13-2012 کے دوران تین تھانہ جات کی تعمیر و مرمت پر درج ذیل رقم خرچ کی گئی۔

1۔	تھانہ پیپلز کالونی	157536/-
2۔	تھانہ کوتوالی	445661/-
3۔	تھانہ بٹالہ کالونی	296800/-
4۔	ملت ٹاؤن	100000/-
	کل خرچ=	999997/- روپے

(د) ضلع فیصل آباد کے 18 تھانہ جات:

(مدینہ ٹاؤن، کھرڑیانوالہ، جھنگ بازار، سمن آباد، نشاط آباد، ساندل بار، روڈالہ روڈ، بلوچنی، مرید والا، ساہیانوالہ، ستیانہ، ترکھانی، گڑھ، صدر تاندلیانوالہ، سٹی سمندری، منصورہ آباد اور سٹی جڑانوالہ) کے Rough Cost Estimates نئی عمارات کے لئے آئی جی پنجاب لاہور کو بھجوائے جا چکے ہیں جن میں تھانہ سمن آباد کو ADP 15-2014 میں تعمیر کے لئے شامل کیا جا چکا ہے جس کا ADP NO1875 ہے۔

صوبہ بھر میں گیس سلنڈر پھٹنے کے کیسز سے متعلقہ تفصیلات

*5453: ڈاکٹر عالیہ آفتاب: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 14-2013 میں صوبہ بھر میں کتنے ناقص گیس سلنڈر پھٹنے کے کیس رپورٹ ہوئے؟

(ب) ان حادثات میں کتنے افراد زخمی اور کتنی اموات ہوئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ناقص گیس سلنڈر بنانے والوں کے خلاف سخت ترین اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) سال 14-2013 میں صوبہ بھر میں 147 ناقص گیس سلنڈر پھٹنے کے کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔

(ب) ان حادثات میں 281 افراد زخمی اور 42 افراد کی اموات ہوئی ہیں۔

(ج) ناقص سلنڈر بنانے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (OGRA) کے پاس ہے ناقص سلنڈر بنانے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا اختیار محکمہ شہری دفاع کے پاس نہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکے ہیں اور کل بھی ایوان کے اندر میٹرو بس کے حوالے سے فنڈز کی ایک تفصیل دی گئی تھی جس میں مختلف شعبہ جات سے جو رقوم ٹرانسفر ہوئیں وہ 30-ارب 83 کروڑ روپے ہیں۔ جنوبی پنجاب، شمالی پنجاب اور سنٹرل پنجاب کی بیسیوں سکیمیں جس میں پینے کا صاف پانی، کسانوں کی بہتری، ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ، واسا اور big cities میں ٹرانسپورٹ کی سہولت ہے۔ جواب میں یہ بتایا گیا تھا کہ 13-2012 کے بجٹ میں 11-ارب روپے میٹرو بس کے لئے رکھے گئے ہیں۔ حکومت کا اب تک جو official point سامنے آتا رہا کہ میٹرو بس پر 30-ارب روپیہ لگا ہے لیکن اب یہ documentary evidence ہے جو خود حکومت نے کل یہاں پر فراہم کیا ہے۔ ہم تو لاء منسٹر صاحب سے رولز آف پروسیجر کی کمیٹی کی بات کر رہے تھے کہ کل اُس پر legislation نہ کریں کیونکہ بہت سے ممبران کو اعتراضات ہیں کہ ہماری سفارشات اس میں شامل نہیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ یہ سوال drop ہوا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی سنگین معاملہ ہے۔ یہ 43-ارب روپیہ بنتا ہے کیونکہ 11-ارب روپیہ بجٹ میں تھا اور 30-ارب 83 کروڑ روپیہ کی رقم پورے پنجاب کی مختلف شعبوں میں ڈویلپمنٹس کے لئے تھی وہاں سے یہ ٹرانسفر ہوئی۔

MR SPEAKER: Please listen carefully.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے اس میں ابھی land acquisition کی رقم نہیں ڈالی، اگر یہ بھی شامل کریں تو تقریباً 50-ارب سے اوپر بجٹ جاتا ہے۔ ابھی ہم پچھلے دو تین سال کا رونا رو رہے ہیں کہ ADP 2011-12 and 2012-13 کی چھوٹی چھوٹی سکیموں کے لئے جو پیسے تھے وہ سارے اِدھر لگ گئے۔ اب ہمارے حکمرانوں کے سر پر اورنج ٹرین کا بھوت سوار ہے۔ یہ

official document جو میں پہلے بھی ایوان کے اندر دکھا چکا ہوں کہ یہ 10-ارب 83 کروڑ روپیہ اب دوبارہ ادھر ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! وزیر قانون نے ایک دن پریس کانفرنس میں کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ہم نے کوئی رقم دوسرے شعبوں سے نہیں لی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ رات سماء ٹی وی پر پوری تفصیل آئی ہے کہ کس طرح سے پورے پنجاب کے ترقیاتی منصوبوں کو ترک کر کے اور ongoing سکیموں کو drop کر کے یہ پیسا ادھر لایا جا رہا ہے۔ پہلے میٹرو بس ہمارے اوپر سوار رہی اور اب یہ اورنج ٹرین چڑھ گئی ہے یعنی پورے پنجاب کے عوام محروم ہو گئے ہیں۔ لاء منسٹر اب اس کی یقین دہانی on the floor of the House کروائیں کہ اگر یہ CPEC کا حصہ ہے تو وہاں سے پیسے ٹرانسفر ہوں گے یا بنک loan دے گا لیکن روٹین کے ترقیاتی پروگرام متاثر نہیں ہوں گے۔ یہ بہت زیادتی اور ظلم ہے لہٰذا میں لاء منسٹر سے یہ گزارش کروں گا کہ جو انہوں نے پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ ہم ان منصوبوں میں سے یہ پیسے withdraw نہیں کر رہے اُس کی ایوان میں یقین دہانی کرائیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہو رہی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر قائد حزب اختلاف اس بات کی مجھے یقین دہانی کرا دیں کہ میری یقین دہانی کے بعد [***********] تو میں ان کو یقین دہانی کروا دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

[******************************] اگر ان کی قسمت میں یہ لکھا ہے تو پھر میں کیا کروں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! [*****] اور جو facts ہیں وہ قوم کو بتائیں۔

جناب سپیکر: غیر پارلیمانی الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! پنجاب کے باقی تمام اضلاع کے لوگ اب خاموش نہیں رہیں گے کیونکہ صرف لاہور ہی پنجاب نہیں ہے۔ میرا لاہور سے تعلق ہے مجھے شاید ایسی بات نہیں کرنی چاہئے لیکن ہم پنجاب کے اور دس کروڑ عوام کے حقوق کے custodian ہیں۔ ایسے علاقے جہاں پر جانور اور انسان جوہڑوں میں اکٹھے پانی پیتے ہیں وہاں کی رقم اگر withdraw کر کے رانا صاحب نے اورنج ٹرین پر نہ لگانے کی یقین دہانی نہ کرائی تو یہاں ایوان کے اندر دمادم مست قلندر ہو گا۔ ہم عوام کے حقوق غصب نہیں ہونے دیں گے اور پنجاب کے پسماندہ لوگوں کے پیسے کسی صورت اس "کھٹی گڈی" کی نذر نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): جناب سپیکر! آپ کا جھوٹ پہلے پکڑا گیا ہے اور کل آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے یہاں بتادیا ہے کہ 43- ارب روپیہ باقاعدہ 12-2011 اور 13-2012 کی سکیموں سے withdraw کیا ہے۔ اب اورنج ٹرین کے دوران بھی آپ نے یہی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو یہاں پر کھڑاک ہو گا لہٰذا ہم یہ نہیں کرنے دیں گے۔ (شوروغل)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میاں محمودالرشید صاحب! اب تحریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 1045 میاں محمودالرشید کی ہے۔ جی، آپ اس کو پڑھئے گا۔

مانگا منڈی میں واقع پاسکو کے گوداموں میں کھاد سٹور کرنے کا انکشاف

قائد حزب اختلاف (میاں محمودالرشید): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جناح" مورخہ 18- نومبر 2015 کی خبر کے مطابق "کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کرنے کے

لئے مانگا منڈی میں واقع پاسکو کے گودام میں گندم کی بجائے ہزاروں ٹن کھاد روزانہ لائی جا رہی ہے۔ سرکاری سٹور میں روزانہ کی بنیاد پر 70 سے 80 بڑے ٹرالر ان لوڈ کئے جا رہے ہیں، کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کر کے مہنگے داموں فروخت کئے جانے کے منصوبے کا انکشاف ہوا ہے۔ ذرائع کے مطابق مانگا منڈی میں پاسکو کے گودام واقع ہیں، جہاں کسانوں سے خرید شدہ گندم ذخیرہ کی جاتی ہے۔ صوبے کی ضروریات کے لئے ذخیرہ شدہ گندم کو سرکاری نرخوں پر فلور ملوں کو کوٹا کے مطابق فراہم کیا جاتا ہے۔ ان گوداموں کا بنیادی مقصد گندم کی طلب و رسد میں توازن برقرار رکھنا ہے لیکن پاسکو کے ان گوداموں میں گندم کی بجائے کھاد کا ذخیرہ کیا جا رہا ہے جس سے ایک طرف تو گندم کی سپلائی متاثر ہونے کا خدشہ ہے جس سے ایک بار پھر آٹے کا بحران پیدا ہو سکتا ہے جبکہ دوسری طرف کھاد کی بڑے پیمانے پر ذخیرہ اندوزی اس بات کا ثبوت ہے کہ عنقریب کھاد کی قلت پیدا ہو جائے گی اور بے چارے کسان مہنگے داموں کھاد خریدنے پر مجبور کر دیئے جائیں گے جس سے بالواسطہ طور پر مہنگائی میں اضافہ ہو گا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ہزاروں بوریوں سے لدے درجنوں کی تعداد میں بڑے بڑے دیو ہیکل ٹرالرز ہزاروں ٹن کھاد روزانہ ان گوداموں میں منتقل کر رہے ہیں۔ گندم کے لئے مختص شدہ گوداموں میں کیمیائی کھاد کی ذخیرہ اندوزی سنگین شکوک و شبہات کو جنم دے رہی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے۔ پنجاب میں یوریا اور دوسری کھادوں کی وافر مقدار موجود ہے اور جنوری 2016 میں یوریا کے ابتدائی ذخائر opening balance چھ لاکھ 89 ہزار ٹن ہیں جو کہ دو لاکھ ٹن کے محفوظ ذخائر سے زیادہ ہیں۔ کھادوں کی قیمتوں پر بھی مشتہر کردہ قیمتوں سے زائد نہیں لی جا رہی۔ کھاد کی کمپنیاں کھادوں کو سٹور کرنے کے لئے مستقل اور عارضی سٹور کرائے پر لیتی ہیں۔ اسی طرح کا ایک سٹور اینگرو نے مانگا منڈی میں پاسکو سے 16-01-25 تک کرایہ پر حاصل کیا تھا۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں کھادوں کے موجودہ ذخائر اور کھادوں کی مناسب قیمتوں پر فروخت کو محکمہ زراعت کے ڈپٹی کنٹرولر اور اسسٹنٹ کنٹرولر فرٹیلائزر کے علاوہ محکمہ پولیس کی سپیشل برانچ بھی مانیٹرنگ کر رہی ہے اور تا حال کھادوں کی قلت اور مہنگے داموں فروخت کی کوئی خبر موصول نہیں ہوئی۔ مزید برآں صوبہ

بھر میں کھادوں کے بحران یا مہنگے داموں فروخت کا کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی گندم کی سپلائی متاثر ہونے یا آٹا بحران کا کوئی اندیشہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس حوالے سے میرے پاس دستاویزی شہادت موجود ہیں کہ یہاں بیسیوں بڑے گودام جو ان اضلاع کے اندر اوکاڑہ، دیپالپور، ساہیوال، ملتان میں جو گندم ذخیرہ کے لئے ہیں وہاں گوداموں کے اندر ساری گندم اٹھوادی گئی ہے اور باہر کھلے میدان کے اندر جو open گندم پچھلے دو سالوں سے پڑی ہوئی ہے، حالانکہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جو گندم باہر آپ نے رکھی ہوئی ہے، سب سے پہلے آپ ملوں کو دیں گے یا اس کو استعمال کریں گے تاکہ گوداموں کے اندر پڑی ہوئی گندم محفوظ رہے اور باہر جو کھلی جگہ پر گندم پڑی ہے پہلے اس کو استعمال کیا جائے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری کہیں گے تو میں انہیں ساری تفصیل دے دیتا ہوں کہ کہاں پر یہ لاکھوں ٹن گندم جو باہر پڑی ہوئی ہے، وہ اسی طرح پڑی ہے اور گوداموں کے اندر سے لاکھوں ٹن گندم نکال لی گئی ہے تو یہ بہت بڑا تضاد ہے اور آئندہ یہ بحران پیدا ہو سکتا ہے کہ جو کھلے آسمان تلے گندم دو سال سے پڑی ہے اس کو کیڑا لگ جائے گا اور وہ ضائع ہو جائے گی تو براہ نوازش اس کے بارے میں فوری طور پر کوئی اقدام کریں۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں صرف مانگا منڈی کے سٹور کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ گندم اپریل سے سٹوروں میں آتی ہے تو پچھلے سال یہ سٹور کرائے پر لیا گیا تھا اور اب اس کی کرائے داری کی میعاد ختم ہو گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بات آپ کے نوٹس میں لا رہے ہیں تو اس بارے میں سوچیں اور اس کا نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! انشاء اللہ اسے دیکھیں گے اور اگر کسی سٹور میں گندم میں کوئی رکاوٹ ہوئی تو ضرور اس کا نوٹس لیں گے۔

جناب سپیکر: ملک احمد سعید صاحب کی تحریک التوائے کار کو ان کے آنے تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1049 سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور جناب احمد شاہ کھگہ کی ہے۔ جی، سردار وقاص حسن مؤکل اسے پیش کریں۔

لاہور کی گنجان آبادیوں میں ایل پی جی سٹیشنوں کی بھرمار

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 15-11-24 کی خبر کے مطابق "لاہور کے گنجان آباد علاقے آتش فشاں بن گئے، سٹی گورنمنٹ کی پابندی کے باوجود گلی محلوں اور سکولز کے قریب ایل پی جی سٹیشن بڑی تعداد میں کھل گئے جو کسی بھی وقت بڑے سانحہ کا سبب بن سکتے ہیں۔ دعوؤں کے باوجود انتظامیہ کی طرف سے ان کے خلاف کارروائی عمل میں نہیں لائی جا رہی ہے۔ "جہان پاکستان" سروے کے مطابق لاہور کے گنجان آباد علاقوں میں سٹی گورنمنٹ کی پابندی کے باوجود لوگوں نے دکانوں اور گھروں میں ایل پی جی سٹیشن قائم کئے ہوئے ہیں جو رہائشی علاقے میں ہونے کی وجہ سے کسی بھی بڑے سانحے کا سبب بن سکتے ہیں کیونکہ ان سٹیشن مالکان نے فائر سیفٹی اور دوسری حفاظتی تدابیر کے حوالے سے کوئی اقدامات نہیں کئے ہوئے۔ مالکان گیس بھرائی کرتے وقت بھی بے احتیاطی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ناقص نوزلز کا استعمال کرتے ہیں جس سے گیس بھرتے ہوئے اکثر اوقات گیس لیک ہوتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ہر سٹیشن پر کئی کئی گیس سلنڈر ہر وقت موجود ہوتے ہیں، لوگ بعض اوقات ان سٹیشن کے قریب بلا خوف و خطر سگریٹ بھی سلگاتے نظر آتے ہیں جو بڑی تباہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ انتظامیہ کی جانب سے ان ایل پی جی سٹیشنوں کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی بلکہ کروڑوں زندگیوں کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس میں ننکانہ صاحب میں پرسوں ہونے والے واقعہ کو بھی add کرنا چاہتا ہوں جو کہ اسی سے related ہے۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب! جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اور اس ضمن میں عرض ہے کہ سوئی گیس کی کمی کی وجہ سے عوام الناس ایل پی جی گیس کا استعمال کر رہے ہیں۔ ایل پی جی گیس فروخت کرنے والے کاروباری حضرات کے لئے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے باقاعدہ ہدایات جاری کر رکھی ہیں جن پر متعلقہ ٹی ایم اے اپنے علاقے میں سختی سے عملدرآمد کروا رہی ہے۔ اس امر کی تسلی کی جا رہی ہے کہ ایل پی جی گیس کی فروخت کے لئے جو عمارتیں استعمال کی جا رہی ہیں، ان کے ارد گرد حفاظتی تدابیر عمل میں لائی جائیں تاکہ کوئی حادثہ

پیش نہ آئے۔ تاہم جس سٹیشن کو خطرناک تصور کیا جاتا ہے، کو فی الفور بند کرنے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ ایسے دکاندار جو حکومتی اقدامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں ان کے خلاف ابتدائی رپورٹ درج ہوتی ہے۔ حال ہی میں گلبرگ ٹاؤن انتظامیہ نے 39 عدد سلنڈر، تین عدد کنڈے اور دو عدد موٹر پمپ کے علاوہ ایک عدد کمپریسر اپنے قبضے میں لے کر داخل سٹور کیا ہے۔ SOP پر عملدرآمد نہ کرنے والوں کے خلاف تین عدد ایف آئی آرز درج کروائی گئی ہیں جبکہ عزیز بھٹی ٹاؤن انتظامیہ نے خلاف ورزی کرنے والے دکانداروں پر 45 ہزار روپے جرمانہ کیا ہے، آٹھ دکانیں seal کی ہیں اور تین مالکان کے خلاف رپورٹ ابتدائی درج کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میں نے سرکاری کارروائی شروع کر دی ہے اور آپ کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم بات ہے---

جناب سپیکر: محترمہ! میں آپ کو بعد میں سنوں گا۔ پہلے یہ عوامی نمائندوں کے بارے میں بل ہے:

Now, we take up the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016(Bill No.14 of 2016). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

(On the request of Law Minister next Bill was taken first.)

مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015 کے تسلسل کی غرض سے تحریک

MR SPEAKER: Now, we take the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015."

The motion moved and the question is:

> "That a special order be made under rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون (ترمیم) فوائد زچگی پنجاب 2015

MR SPEAKER: Now, first reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mr Muhammad Nasir Cheema, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam ul Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I Oppose.

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس بل میں چونکہ خواتین کی بھلائی کی بات ہے اور اس کا تعلق خواتین کے ساتھ ہے تو میں سمجھتی ہوں یہ بہت important amendment ہے اس لئے کہ more

than fifty percent آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ اس میں سٹیک ہولڈر خواتین ہیں چاہے اُن کا تعلق ہیلتھ سے ہے، human rights یا کسی بھی محکمہ سے تعلق ہے یا خاتون خانہ بھی ہیں کیونکہ تمام لوگ جو اس سے effect ہوتے ہیں تو اُن کو on board لینا چاہئے یہ اتنی اُجلت میں بل لے آئے ہیں۔ یہ خواتین کی بہتری کے لئے بہت اچھا بل ہے اور اس کے ساتھ خواتین کے معاملات منسلک ہیں اس لئے میرے خیال میں خواتین رائے دے سکیں گی، اپنی opinion دے سکیں گی تو اس میں بہت بہتری آجائے گی اور یہاں پر میں یہ دیکھ رہی تھی کہ کمیٹی میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے اس میں میرا تو خیال ہے اپوزیشن سے بھی، treasury سے بھی majority میں خواتین کو بٹھانا چاہئے تھا تب اس کا فیصلہ کرنا چاہئے تھا۔ یہاں پر اس میں یہ بھی لکھا گیا کہ website میں it's a typical کہ یہ website پر already موجود ہے تو آپ کو پتا ہے کہ hardly لوگ website دیکھتے ہیں اس سے استفادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے بہت important یہ ہے کہ تمام وہ خواتین جو working woman ہیں جن کا اس کے ساتھ تعلق ہے اُن کو on board لیا جائے اور اُن کی رائے کے ساتھ اس کو ایک بہتر طریقے سے لایا جائے۔

جناب سپیکر! میری لاء منسٹر سے یہ گزارش ہے کہ ہم اس کی مخالفت ہر گز نہیں کر رہے یہ بہت اچھا اور خواتین کی بہتری کے لئے ہے لیکن on board تمام خواتین کو اس میں ضرور شامل کیا جائے اور ہمیں یکسر website پر انحصار نہیں کرنا چاہئے website hardly لوگ دیکھتے ہیں۔ اس میں صرف یہ معاملات نہیں اور بھی بہت سی خواتین سے related معاملات ہیں وہ اُس میں اپنی رائے دے سکیں اور اس کے بعد اس کو لایا جائے اور اگر ایک جامع اور detail میں اس پر ہوم ورک کر کے اس بل کو لیں گے تو اس میں تمام خواتین کی بہتری آجائے گی۔ اس میں جو ہم بار بار ترامیم لاتے ہیں اُس سے ہم بچ جائیں گے۔ صرف simply request یہ ہے کہ اس میں تمام ایسے محکمے جہاں پر خواتین ہیں اور جہاں جہاں خواتین کا تعلق ہے اُن تمام لوگوں کو on board لیا جائے کوئی ایسی سپیشل کمیٹی یا کوئی ایسی کمیٹی بنا کر جتنے بھی ہمارے خواتین سے related ادارے ہیں اُن سب کی رائے لی جائے تاکہ جب ہم اس کو ایوان میں لے کر آئیں تو جو اس میں کمی پیشی ہو وہ ہم پوری کر سکیں کیونکہ جو تمام خواتین اسمبلی میں بیٹھی ہیں وہ خواتین کو خاص طور پر represent کر رہی ہیں اُن کے rights کی صحیح طریقے سے ترجمانی کر سکیں۔ بہت شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور:(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بہت ہی اچھی ترمیم ہے اور اس سے جو working woman ہیں اُن کو delivery cases میں جو six week concession already کی چھٹی کی ہے اُس کے علاوہ ایک ماہ تک light duty before and after کی سہولت دی گئی ہے۔ تو یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے یہ بہت بہتر ہے اُس سہولت کو مزید بڑھایا گیا ہے اور اس میں مزید اگر کوئی بہتری محترمہ یا کوئی بھی اپوزیشن سے میرا بھائی یا بہن یہ چاہتا ہے تو وہ ترمیم لے آئے۔ اس میں Private Members Day کے طور پر لے آئیں اس بات کا خود credit لے تو اُس بہتری کو اگر reasonable ہوئی تو ہم accept کرنے کو تیار ہیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 1st March 2016."

(The motion was lost.)

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Labour and Human Resource, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. There are two amendments in it. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mr Muhammad Nasir Cheema, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja

Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

SARDAR VICKAS HASAN MOKAL: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (1) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the word "employment", the words "of any nature", be added.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (1) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the word "employment", the words "of any nature", be added.

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (1) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the word "employment", the words "of any nature", be added."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: The second amendment is also from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mr Muhammad Nasir Cheema, Mrs Baasima Chaudhary, Mrs Khadija Umar, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MRS FAIZA AHMED MALIK: Mr Speaker! I move:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (2) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the words "employed woman", the words "working on regular or temporary basis", be added."

MR SPEAKR: The motion moved is:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (2) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the words "employed woman", the words "working on regular or temporary basis", be added."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I welcome. Not opposed.

MRS FAIZA AHMED MALIK: Thank you very much.

MR SPEAKR: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, in subsection (2) of the proposed Section 3 of the Principal Ordinance, after the words "employed woman", the words "working on regular or temporary basis", be added."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

(Applause!)

مسودہ قانون (ترمیم) قوانین عوامی نمائندگان پنجاب 2016

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016 (Bill No. 14 of 2016). Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried unanimously.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried, unanimously.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Public Representatives' Laws (Amendment) Bill 2016, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed, unanimously.)

Applause!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں دو چیزوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اپوزیشن سے میرے بھائی اور بہنیں جو اس وقت موجود ہیں میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ مجھ پر ہمیشہ یہ الزام لگاتے رہے ہیں کہ حکومتی ممبران کو پتا تو کچھ نہیں ہوتا لیکن جب آپ ہاتھ کھڑا کرتے ہیں اور (Ayes) ہو جاتا ہے۔ آج میں نے کوئی ہاتھ کھڑا نہیں کیا اور (Ayes) باآواز بلند ہوتا رہا ہے تو اس لئے معزز ممبران کو سب پتا ہوتا ہے اور میرے ہاتھ کھڑے کرنے کا الزام درست نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! دوسری میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا اور on the floor of the House اس بات کو تسلیم کرنا چاہوں گا کہ ایک پارٹی ممبر ہونے کے ناتے یا ایک پارٹی کارکن ہونے کے ناتے ہر کسی کو اپنے آپ پر اعتماد ہوتا ہے کہ میں جو بات کروں گا وہ مانی جائے گی لیکن آپ کے علم میں ہے کہ اس معاملے میں ایوان کی طرف سے بہت پریشر تھا اور یہ میری ذمہ داری بھی تھی۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں یہ معاملہ لے کر میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس گیا اور میں نے پورے arguments بھی کئے لیکن انہوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اس کو تسلیم نہیں کرتا اور جب ان کے ساتھ بحث ہوئی تو پھر انہوں نے کہا کہ اگر اپوزیشن بھی اس پر on board ہو تو آپ میرے ساتھ بات کریں اور میں آپ کیلئے کی یہ بات نہیں مانوں گا۔ میں اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے اس پر اپنی رضامندی ظاہر کی اور اپنی آواز کو ہماری آواز کے ساتھ ملایا لیکن پھر دوبارہ ایک مرحلہ ایسا بھی آیا جب کہا گیا کہ یکم جولائی 2015 سے اس کا back benefit دیا جائے تو پھر اس پر دوبار بہت زیادہ لے دے ہوئی اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے بہت زیادہ resistance تھی تو انہوں نے دوبارہ کہا کہ آپ میٹنگ بلائیں اور اس میٹنگ میں آپ نہ جائیں کیونکہ آپ اپنے طور پر manage نہ کرلیں۔ اس میٹنگ میں تمام اپوزیشن کے لیڈر موجود ہوں اور اگر وہ سب یہ کہیں تو پھر بادلِ نخواستہ میں اس بات کو مان لوں گا تو پھر یہ میٹنگ ہوئی اور اس میٹنگ میں کمیٹی ممبران کے علاوہ اپوزیشن کے ممبران اور پارلیمانی لیڈر کو بلایا گیا اور ان سب نے متفقہ طور پر اس بل کو پاس کیا۔ میں اس

پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور میں اس بات کو بھی قبول کرتا ہوں کہ اگر اپوزیشن اور خاص طور پر پی ٹی آئی کے جو دوست ہیں اس معاملے پر اتنا بڑا مک مکانہ کرتے تو یہ معاملہ حل نہیں ہو سکتا تھا۔(قہقہے)

جناب سپیکر! جب باہر شور شرابا ہوتا ہے اور لوگ پریشان ہو جاتے ہیں خاص طور پر یہ اورنج لائن والے پریشان ہو جاتے ہیں تو میں ان سے بھی یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ یہ دیکھیں! جب ہم نے معاملات کو حل کرنا ہو اور جب کوئی مفاد کی بات ہو تو[******] لیکن جب کوئی ایسی بات نہ ہو تو پھر اس پر شور شرابا ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، [******] کے الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اتنا لوگوں کو پریشان نہیں ہونا چاہئے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہٰذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 15-فروری 2015 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔